هفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

17

www.tanzeem.org

24 تا 30 اپریل 2012ء / 2 تا 8 جمادی الثانی 1433ھ

انداز مسلمانی؟

آج لوگوں کا حال یہ ہے کہ اسلام کی جو بات آسان ہے اُسے بڑی خوشی کے ساتھ قبول کرتے ہیں، مگر جہاں کفر اور اسلام کا اصلی مقابلہ ہوتا ہے وہیں سے رخ بدل دیتے ہیں۔ بڑے بڑے مدعی اسلام لوگوں میں بھی یہ کمزوری موجود ہے۔ وہ اسلام، اسلام بہت پکاریں گے، اس کی تعریف کرتے کرتے ان کی زبان خشک ہو جائے گی، اس کے لئے کچھ نمائشی کام بھی کر دیں گے، مگر ان سے کہیے کہ یہ اسلام جس کی آپ اس قدر تعریفیں فرما رہے ہیں، آیئے ذرا اس کے قانون کو ہم خود اپنے اوپر جاری کریں تو وہ فوراً کہیں گے کہ اس میں فلاں مشکل ہے اور فلاں دقت ہے اور فی الحال تو اس کو بس رہنے ہی دیجئے۔ مطلب یہ ہے کہ اسلام ایک خوبصورت کھلونا ہے، اس کو بس طاق پر رکھیے اور دور سے بیٹھ کر اس کی تعریفیں کیے جائیں، مگر اسے خود اپنی ذات پر اور اپنے گھر والوں اور عزیزوں پر اور اپنے کاروبار اور معاملات پر ایک قانون کی حیثیت سے جاری کرنے کا نام تک نہ لیجئے۔ یہ ہمارے آج کل کے دینداروں کا حال ہے۔ اب دنیاداروں کا تو ذکر ہی فضول ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ نہ اب نمازوں میں وہ اثر ہے جو کبھی تھا، نہ روزوں میں ہے، نہ قرآن خوانی میں، نہ شریعت کی ظاہری پابندیوں میں۔ اس لئے کہ جب روح ہی موجود نہیں تو نرا بے جان جسم کیا کرامت دکھائے گا۔

ایمان کی کسوٹی

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

اس شمارے میں

سرمائے اور محنت میں توازن کی ضرورت

انکار آخرت کا ایک اہم سبب

’قرآن کے ذریعے تذکیر کیجیے‘

روح کی حقیقی غذا؟

حافظ سعید ایشو اور صدر زرداری کا دورۂ بھارت

انوکھا مقدمہ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ: سچے خادم قرآن

قومی مفاد یا مغربی ایجنڈے؟

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

الہدیٰ (510)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سورۃ ہود

(آیات 81 تا 83)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا
امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ۝ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا
جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ۝ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِيَ مِنَ
الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ۝

''فرشتوں نے کہا کہ لوط ہم تمہارے پروردگار کے فرشتے ہیں یہ لوگ ہر گز تم تک نہیں پہنچ سکیں گے تو کچھ رات رہے سے اپنے گھر والوں کو لے کر چل دو اور تم سے کوئی شخص پیچھے پھر کر نہ دیکھے۔ مگر تمہاری بیوی کہ جو آفت ان پر پڑنے والی ہے وہی اس پر پڑے گی۔ ان کے (عذاب کے) وعدے کا وقت صبح ہے اور کیا صبح کچھ دور ہے؟ تو جب ہمارا حکم آیا ہم نے اس (بستی) کو (الٹ کر) نیچے اوپر کر دیا۔ اور ان پر پتھر کی تہ بتہ (یعنی پے در پے) کنکریاں برسائیں جن پر تمہارے پروردگار کے ہاں سے نشان کئے ہوئے تھے۔ اور وہ (بستی ان) ظالموں سے کچھ دور نہیں۔''

جب لوط علیہ السلام پر حسرت کی کیفیت طاری ہوئی تو فرشتے بول اٹھے اور انہیں بتا دیا کہ اے لوط! گھبرائیے نہیں، ہم آپ کے رب کے پیامبر ہیں۔ یہ لوگ آپ تک پہنچ نہیں پائیں گے اور نہ آپ کو کوئی گزند ہی پہنچا سکیں گے۔ آپ بالکل مطمئن رہیں اور رات کا ایک حصہ جو باقی ہے اس میں اپنے گھر والوں کو لے کر اس بستی سے نکل جائیں، اور آپ میں سے کوئی بھی پیچھے توجہ نہ کرے اور پیچھے رہ جانے والوں کا کوئی خیال دل میں نہ لائے۔ ہاں آپ کی بیوی آپ کے ساتھ نہیں جائے گی، وہ یہیں رہ جائے گی۔ جلیل القدر پیغمبروں میں سے دو (یعنی حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام) کی بیویاں اگر چہ اللہ کے بہت ہی نیک اور برگزیدہ بندوں کے تحت تھیں لیکن انہوں نے خیانت کی، جس کے نتیجہ میں وہ عذاب الٰہی کا نشانہ بنیں۔ نہ تو نوح علیہ السلام اپنی بیوی کو عذاب سے بچا سکے اور نہ لوط علیہ السلام ہی اپنی بیوی کو بچا سکے۔) لوط علیہ السلام کی بیوی نافرمان قوم کے ساتھ پیچھے رہ گئی۔ اس کے متعلق فرشتوں نے لوط علیہ السلام سے کہا کہ اس پر وہی مصیبت آ کر رہنی ہے جو اُن سب پر آنے والی ہے اور اُن کے عذاب کا وقت صبح کا ہے اور دیکھئے کیا صبح قریب ہی نہیں ہے؟ یعنی جلدی کیجئے اور فوری طور پر اپنی بچیوں کو لے کر یہاں سے نکل جائیے۔ پھر جب اللہ کا حکم آ پہنچا تو اللہ نے ان بستیوں کے اونچے کو نیچا کر دیا، یعنی بستیاں الٹ کر رکھ دی گئیں اور مزید اللہ نے اُن پر کنکروں اور پتھروں کی بارش برسا دی۔ ایک طرف تو زلزلہ آیا اور کچھ دھماکہ ہوا جس سے بستیاں الٹ گئیں، پھر آسمان سے مٹی کے بنے ہوئے پتھروں کی بارش ہوئی جس سے وہ دونوں شہر سدوم اور عامورہ بالکل دفن ہو کر رہ گئے۔ وہ کنکروں کی بارش تہ بہ تہ تھی اور وہ کنکر رب تعالیٰ کی طرف سے نشان زدہ تھے یعنی کون سا پتھر کس کی ہلاکت کا ذریعہ بنے گا۔ آخر میں فرمایا کہ عذاب کا شکار ہونے والی یہ بستیاں ان ظالموں سے زیادہ دور بھی نہیں ہیں۔ قریش مکہ جب فلسطین کی طرف اپنے قافلے لے کر جاتے تھے تو قوم ثمود اور قوم مدین کی یہ بستیاں اُن کے راستے میں آتی تھیں۔ عامورہ اور سدوم کی ان بستیوں کے کچھ آثار وہاں باقی تھے۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

مل کر کھانے میں برکت ہے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((يَقُوْلُ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الْاَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ)) (رواہ مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: ''ایک کا کھانا دو کے لئے کافی ہو جاتا ہے، اور دو کا کھانا چار کے لئے اور اسی طرح چار کا کھانا آٹھ کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔''

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان' نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

24 تا 30 اپریل 2012ء — جلد 21
2 تا 8 جمادی الثانی 1433ھ — شمارہ 17

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ادار یہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرمائے اور محنت میں توازن کی ضرورت

اُنیسویں صدی کے اواخر میں جب عالم اسلام بلاواسطہ یا بالواسطہ غیروں کے پنجۂ استبداد میں جکڑا ہوا تھا، روس پر زارِ روس کے نام سے بدترین آمریت مسلط تھی۔ البتہ یورپ میں ایک صدی پہلے اگر معاشی سطح پر صنعتی انقلاب برپا ہو چکا تھا تو سیاسی سطح پر سرمایہ دارانہ نظام کے سائے میں جمہوری طرز حکومت قائم ہو چکا تھا۔ ہماری رائے میں سرمایہ دارانہ نظام کو ایک ایسے طرزِ حکومت کی ضرورت تھی جس میں اکثریتی عوام کو صحیح یا غلط طور پر احساسِ شرکت ہو۔ اسی دور سے میڈیا ایک قوت کی حیثیت سے ابھرنا شروع ہوا، جس نے پارلیمنٹ کے اندر اور باہر موجود سرمایہ داروں کے نمائندوں میں ربط پیدا کر دیا، اور مخصوص قوتیں یہ تاثر دینے میں کامیاب ہو گئیں کہ حکومتی طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں۔ اگرچہ عوام نہ اس وقت جان سکے اور شاید نہ آج تک جان سکے ہیں کہ ظاہراً مادر پدر آزاد میڈیا ساری اچھل کود تو سرمائے کی گود میں کرتا ہے۔ بہرحال ہم نے بات کا آغاز کیا تھا اُنیسویں صدی کے اواخر سے جب امریکہ میں ایک ایسا حادثہ ہوا جس نے تقریباً ثلث صدی بعد دنیا کے ایک بڑے حصہ میں سرمایہ، جمہوریت اور میڈیا کو شدید لیکن عارضی چوٹ لگائی۔ ہماری مراد یکم مئی 1886ء کو شکاگو میں مزدوروں کو پیش آنے والے حادثہ سے ہے۔ اس روز مزدوروں نے ہڑتال کی، جلوس نکالا، اور بڑی سطح پر مظاہرہ کیا۔ 3 مئی کو یہ عمل دہرایا گیا تو پولیس کی فائرنگ سے 4 افراد ہلاک ہو گئے، جن کے سوگ میں 4 مئی کو پھر جلوس نکلا، جس پر پولیس نے شدید فائرنگ کی۔ کسی طرف سے ایک گرنیڈ بھی پھینکا گیا جس سے بہت سے افراد ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ مزدوروں کے ہاتھوں میں سفید جھنڈے زمین پر گرے، جن میں بہت سے مزدوروں کے خون سے سرخ نظر آنے لگے۔ اسی سرخ رنگ کو آنے والے انقلاب نے استعمال کیا اور آج تک مزدور اِس حقیقت کو جانے بغیر سرخ جھنڈے لہراتے رہتے ہیں۔

ایک جرمن فلسفی کارل مارکس نے اِس واقعہ سے بہت پہلے اپنی کتاب DasCapital کے ذریعے محنت کو اصل قوت قرار دیتے ہوئے محنت کش کی حکومت کا آئیڈیا دیا تھا۔ وہ خود اپنی زندگی میں کسی چھوٹے سے گاؤں میں بھی یہ نظام قائم نہ کر سکا، لیکن بہت سے پیروکار اُس کی زندگی میں اور بعد میں پیدا ہوئے جنھوں نے اس فلسفہ کو قبول کر لیا تھا۔ اُدھر یورپ اور امریکہ میں سرمایہ دارانہ جمہوریت بڑی مستحکم ہو چکی تھی اور غیر صنعتی یا پسماندہ دنیا بشمول عالم اسلام پر یورپ کا بلاواسطہ یا بالواسطہ تسلط قائم تھا۔ لہٰذا کارل مارکس کے فلسفہ کے تحت دنیا میں جو شور اُٹھا وہ یورپ اور امریکا کو تو خاص متاثر نہ کر سکا لیکن روس جہاں زارِ روس کے ظلم اور کرپشن نے عوام میں بے زاری اور بے چینی پیدا کی ہوئی تھی، وہاں لینن نے اسی فلسفہ کو بنیاد بنا کر 1917ء میں سیاسی فتح حاصل کر لی۔ شکاگو کے ہلاک شدگان مزدوروں کے خون کو اِس انقلاب کے لیے خوب استعمال کیا گیا اور مزدور محنت کش اور کسان کی حکومت کے نام پر ایک پارٹی کی آمریت مسلط کر دی گئی، جس نے جبر سے مخالفین کی آواز دبا دی۔ میڈیا کو بھی سرکاری پارٹی کے تحت کر دیا گیا، جس کا کام صرف حکومتی کارکردگی پر داہ واہ کرنا تھا، اور سوویت یونین کے گرد ایک آئرن کرٹن تان کر اِسے دنیا سے الگ تھلگ کر دیا، جس کا کم از کم ایک فائدہ ضرور ہوا کہ حکومت نے کم از کم ربع صدی بڑی یکسوئی اور محنت سے سائنس اور ٹیکنالوجی کو ترقی دے کر سوویت یونین کو ایک سپر قوت بنا دیا، خصوصاً عسکری اور دفاعی سطح پر وہ دوسری قوتوں سے پیچھے نہ رہا۔ اسی لیے دوسری جنگ عظیم کے خاتمے پر عالمی سطح پر ہونے والی بندر بانٹ میں اُسے وسیع حصہ ملا اور مشرقی یورپ میں سوویت یونین کے نظام اور اُس کی برتری کو قبول کر لیا گیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تمام بلند بانگ دعوؤں اور پروپیگنڈے کے باوجود مزدور اور محنت کش کو خوشحالی کم اور نعرے اور پُرفریب وعدے زیادہ ملے۔ اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ بالشویک انقلاب کے نتیجہ میں بننے والی حکومتوں نے معاشی ترقی اور معاشی وسائل کی صحیح

اور منصفانہ تقسیم کی بجائے عسکری اور اسلحی قوت میں اضافہ پر ساری توجہ مرکوز کردی۔ البتہ یورپ اور امریکہ کا صنعتکار اور سرمایہ دار حالات کے تیور پہچان چکا تھا۔ ذہین سرمایہ کار یہ سمجھ گیا تھا کہ سیاسی شعور اجاگر ہوجانے کے بعد معاشی استحصال صرف اِسی صورت قائم رکھا جاسکے گا جب خالی خولی نعرے نہیں انسانوں کو سوکھی روٹی کے ساتھ ساتھ کوئی شیرینی بھی دی جائے۔ چنانچہ یورپ اور امریکہ کے صنعتی ممالک میں سوشل سیکیورٹی سکیم، مزدوروں کے لیے مفت طبی امداد، اوور ٹائم، بنیادی تعلیم، اولڈ ایج بینیفٹ فنڈ اور بہت سی دوسری سکیموں کا اعلان کیا گیا۔ پھر اُن پر عمل درآمد ہوتا بھی دکھائی دیا۔ لیکن یورپ کا جن پسماندہ ممالک پر سیاسی اور عسکری تسلط تھا وہاں اُس نے جاگیرداری نظام اور وڈیرہ ازم کے ذریعے Divide and rule کی پالیسی اپنا کر اپنا حکومتی سلسلہ کامیابی سے جاری و ساری رکھا۔

پاکستان نے 1947ء میں سفید سامراج کے جبر و استبداد سے آزادی حاصل کی تھی۔ لیکن افسوس وائے افسوس عوام تک آزادی کے ثمرات نہ پہنچ سکے، بلکہ بعض مایوس لوگ تو غلامی کے دنوں کو اچھے دن کہہ کر یاد کرتے ہیں۔ یہ حال تو متوسط طبقے کا ہے۔ رہی بات مزدور، محنت کش اور کسان کی تو جس شخص پر ہم مصورِ پاکستان ہونے کا ''الزام'' لگاتے ہیں، اگرچہ پاکستان کے قیام سے پہلے ہی اللہ نے اُسے اِس فانی دنیا سے اُٹھالیا لیکن شاید اُس کی چھٹی حس، اُس کی بے پناہ بصیرت، اُس کی دور بینی اور دور اندیشی آنے والے وقت کا دھندلا سا نقشہ اُس پر واضح کررہی تھی کہ اُس نے اللہ کے حضور یہ درخواست دی ؎

تو قادر و عادل ہے، مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات

آج پاکستان میں مزدور اور محنت کش طبقہ کے حالات دیکھ کر اِس شعر کی تلخی بھی بدقسمت مزدور اور محنت کش کے حالات کی صحیح عکاسی کرتی دکھائی نہیں دیتی۔ استحصال اور ظلم تمام حدود پھلانگ چکا ہے۔ ہم ڈر اور خوف محسوس کرتے ہیں کہ کسی ایسی گھڑی میں ہمارے قلم سے ایسے الفاظ نہ پھسل جائیں کہ وہ قبولیت کی گھڑی ہو، وگرنہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کا حکمران، صنعتکار، وڈیرہ اور سرمایہ دار (اِلا ماشاء اللہ) جو سلوک پاکستان کے مزدور اور محنت کش سے کررہا ہے، اُس پر اللہ رب العزت کی صفتِ جبار اور قہار کو صدا دینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ تقسیم ہند سے پہلے جو مزدور چند آنے (ایک روپے سے کم) مزدوری لیتا تھا، وہ آج کے سات ہزار روپیہ تنخواہ لینے والے سے زیادہ مطمئن اور سکھی دکھائی دیتا تھا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا طبقات شب و روز پلاننگ کرتے رہتے ہیں کہ کتنے زندہ بچے ہیں، کتنوں کو گور بُرد کرنے کے لیے اگلی پالیسی بنائی جائے۔ فیملی پلاننگ کی دوسری سکیمیں جب ناکام ہوئی ہیں تو شاید اس حکمت عملی کو بطور پالیسی اپنایا گیا ہے کہ پہلے متوسط طبقہ کو غربت کی طرف دھکیلو، پھر اِن غریبوں کو زندہ یا مردہ قبروں میں اتار دو۔ 1976ء میں ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں ایک لیبر پالیسی بنی تھی، پھر ہمیں لیبر پالیسی بنانے کی فرصت نہیں ملی۔ اگرچہ غیر علانیہ طور پر یہ طبقات ہر روز مزدور کُش پالیسی ترتیب دیتے رہتے ہیں، لیکن یہ بالادست طبقات جان لیں کہ خدا کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ ظلم ایک حد تک برداشت کیا جاسکتا ہے اور کیا جاتا ہے۔ اللہ رب العزت کے غفور و رحیم ہونے کو غلط معنی مت پہناؤ۔ زمینی حقائق یہ ہیں کہ بلی بھی اگر کارنر کردی جائے اور اُسے بھاگنے کی راہ نہ ملے تو یہ کمزور جانور بڑی سے بڑی قوت پر حملہ آور ہوجاتا ہے۔ اِس سے پہلے کہ آتش فشاں کا لاوا پھٹ جائے، اِس سے پہلے کہ بھوکے اور ننگے انسان پر دیوانگی طاری ہوجائے، اِس سے پہلے کہ تمہارا سرمایہ، تمہارے وسائل تمہاری جان کے دشمن ثابت ہوں اور اِس سے پہلے کہ صحیح راہ دکھانے والی قوتیں جواب دے جائیں یا مایوس ہوکر دیوانگی کو اپنا راستہ بنانے والوں کی راہ میں حائل نہ رہیں، مزدور، محنت کش اور کسان کو سہارا دو، زندگی کا سہارا، تاکہ اُن میں مرنے کی بجائے جینے کی اُمنگ پیدا ہو۔ البتہ اس کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں کہ مزدور کو کھلی چھٹی دے دی جائے۔ دونوں کو عدل کا راستہ اختیار کرنا ہوگا لیکن سوال یہ ہے کہ کسی باطل نظام کے زیرسایہ عدل کیسے قائم ہو، کیونکہ نظام عدل اجتماعی کے نفاذ کے بغیر عدل کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ صرف خالق کائنات کا دیا ہوا نظام ہی سرمایہ اور محنت کی کشمکش کو ختم کرسکتا اور حقوق و فرائض میں توازن پیدا کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس نظام کو قائم کرنے کی توفیق دے، تاکہ کوئی ایک طبقہ بھی دوسرے کا استحصال نہ کرسکے۔

☆☆☆

بیابہ مجلس اسرار

انکارِ آخرت کا ایک اہم سبب

انکارِ آخرت کا ایک سبب یہ ہے کہ جب انسان فسق و فجور کا عادی ہوجاتا ہے اور اسے حرام خوری کی عادت پڑ جاتی ہے اور وہ حرام کی کمائی سے حاصل ہونے والی عیش کا خوگر ہوجاتا ہے اور لذت کوشی اس کی گھٹی میں رچ بس جاتی ہے تو ان سب کا چھوڑنا آسان نہیں ہوتا۔ اب اگر وہ آخرت کو مانے تو اسے حلال و حرام میں تمیز کرنی پڑے گی اور جائز و ناجائز کے فرق کو ملحوظ رکھنا پڑے گا۔ چنانچہ جس طرح کبوتر جب بلی کو دیکھتا ہے تو اپنی آنکھیں بند کرلیتا ہے (حالانکہ اس طرح سے بلی معدوم نہیں ہو جاتی)۔ اسی طرح وہ لوگ جو فسق و فجور کے عادی ہوچکے ہیں اور اس کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں، بلکہ اس کو جاری رکھنا چاہتے ہیں، وہ آخرت ہی کا انکار کردیتے ہیں۔ انہوں نے اپنے لئے اسی میں عافیت سمجھی ہے کہ روایتی کبوتر کی مانند قیامت و آخرت کی طرف سے اپنی آنکھیں بند کرلیں۔ گویا منکرین قیامت و آخرت کے انکار کا اصل سبب منطقی ہے نہ عقلی، بلکہ صرف یہ ہے کہ وہ اپنی حرام خوری اور فسق و فجور کی روش اور لاابالیانہ طرزِ زندگی کو جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ نہایت جامع الفاظ میں ارشاد فرمایا: ﴿بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَهٗ﴾ یعنی ان کے اعراض و انکار کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی فسق و فجور کی روش کو جاری رکھنا چاہتے ہیں! (''بصائر منتخب اخباری کالموں کا مجموعہ'' سے ماخوذ)

”قرآن کے ذریعے تذکیر کیجئے!“

سورۂ قٓ کی آیات 36 تا 45 کا مطالعہ

امیر تنظیم اسلامی محترم **حافظ عاکف سعید** حفظہ اللہ کے 6 اپریل 2012ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[سورۂ قٓ کی آیات 36 تا 45 کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد]

حضرات! سورۂ قٓ کے دو رکوع اور تیسرے رکوع کی چند آیات ہم پڑھ چکے ہیں۔ آج ہمیں اس کی آیات 36 تا 45 کا مطالعہ کرنا ہے۔ تاہم اس سے پہلے تیسرے رکوع کی بیان کردہ چند آیات کی مزید وضاحت ہو جائے۔ آیت 31 میں فرمایا گیا کہ جنت اہل تقویٰ کے قریب لائی جائے گی۔ اس ضمن میں یہ بات نوٹ کیجئے کہ قرآن حکیم میں جب جنت کا ذکر آتا ہے تو ساتھ ہی جنت کے لئے کوالیفیکیشن بھی مذکور ہوتی ہے۔ کوالیفیکیشن کے حوالے سے بالعموم ایمان اور عمل صالح کا ذکر ہوتا ہے۔ عمل صالح کیا ہے؟ یہ درحقیقت ایمان اور بندگی رب کے تقاضوں کی ادائی ہے، جو قرآن و سنت میں واضح کے گئے ہیں۔ یعنی آدمی کون سے کام انجام دے اور کن کاموں سے اجتناب کرے۔ جو شخص ایمان لائے گا اور ایمان کے عملی تقاضوں کو پورا کرے گا، وہ جنت میں جائے گا۔ جنت کی کوالیفیکیشن کے لئے دوسرا لفظ ”متقین“ آتا ہے۔ قرآن حکیم میں کئی مقامات پر یہ بات کہی گئی ہے کہ جنت متقین کے لئے ہے۔ اگر دیکھا جائے تو متقی کے لفظ میں بھی ایمان اور عمل صالح دونوں جمع ہیں۔ اس لئے کہ متقی وہ شخص ہوتا ہے جو اللہ کو رب مان کر اُس کے دیئے گئے احکامات پر چلتا اور اُس کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ ہر وقت ڈرتا رہتا ہے کہ کہیں میں کوئی ایسا کام نہ کر بیٹھوں جس سے میرا اللہ مجھ سے ناراض ہو جائے۔ اُسے اس بات پر پختہ یقین ہوتا ہے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، لہٰذا وہ اپنے آپ کو اللہ کی نافرمانی اور حرام کاموں سے بچاتا ہے۔ آیات 34، 35 میں فرمایا گیا کہ اہل تقویٰ سے کہا جائے گا کہ جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ، اور اُن کے لئے وہاں ہر طرح کی نعمت ہوگی، ہر وہ چیز ہوگی جس کی انہیں چاہت ہوگی۔ جنت کی نعمتیں ایسی ہوں گی کہ جو دنیا میں نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہوں گی، نہ کسی کان نے اُن کا ذکر سنا ہوگا اور نہ کسی ذہن ہی کی اُن تک رسائی ہوگی۔ اِن تمام تر نعمتوں سے بڑھ کر نعمت دیدار الٰہی ہوگی۔ اہل جنت دنیا میں بغیر دیکھے رب پر ایمان لائے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ انہیں اپنے دیدار کی نعمت سے فیض یاب کرے گا۔

اب آیئے، آج کی زیر مطالعہ آیات کی طرف!

فرمایا:

﴿وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ۭ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ (36)﴾

”اور ہم نے ان سے پہلے کئی امتیں ہلاک کر ڈالیں۔ وہ ان سے قوت میں کہیں بڑھ کر تھے۔ وہ شہروں میں گشت کرنے لگے۔ کیا کہیں بھاگنے کی جگہ ہے؟“

پہلے کفار کی تعذیب اُخروی کا بیان تھا، پھر اہل جنت کے عیش و آرام کا ذکر آیا، اور اب اہل مکہ کو حق کی مخالفت کی پاداش میں دنیوی عذاب کے حوالے سے متنبہ کیا جا رہا ہے۔ یہاں براہ راست خطاب اہل مکہ سے ہے۔ قریش مکہ خوب جانتے تھے کہ اُن سے پہلے بڑے بڑے فراعنہ اور نمارده گزر چکے ہیں۔ بڑی بڑی سلطنتیں نیست و نابود ہو چکی ہیں، جن کے ہاں بہت بڑی عسکری قوت اور افواج قاہرہ موجود تھیں۔ اُن کی قوت اور گرفت کا یہ عالم تھا کہ جب کسی قوم پر حملہ آور ہوتیں تو وہ قوم اُن کے استبدادی شکنجے سے نہ نکل سکتی تھی۔ لیکن ان کی تمام تر قوت و طاقت اللہ کے مقابلے میں ان کے کسی کام نہ آئی۔ جب حق کی مخالفت اور اللہ کی نافرمانی کی پاداش میں ان پر عذاب آیا تو وہ شہروں کو کریدنے لگے کہ شاید انہیں کوئی جائے پناہ مل سکے، مگر انہیں کہیں پناہ نہ مل سکی۔ ان کی طاقت وقوت اور کبر کے بت پاش پاش ہو گئے اور انہیں نیست و نابود ہونا پڑا۔ آج ان قوموں کے محض کھنڈر ہی باقی ہیں۔ قریش ان قوموں اور اُن کے احوال سے واقف تھے۔ اُن کے تجارتی قافلے جب شام کی طرف جاتے تو اپنی آنکھوں سے ان کی ویران بستیاں اور کھنڈر دیکھتے۔ وہ قوم لوط، قوم ثمود وغیرہ کے تاریخی مقامات کا مشاہدہ کرتے تھے۔ یہ کھنڈر اور تاریخی آثار اس بات کے گواہ تھے کہ یہاں کسی زمانے میں بڑی بڑی تہذیبیں موجود تھیں مگر جب ان لوگوں نے آسمانی ہدایت کی نفی کی تو نشان عبرت بنا دیئے گئے۔ قرآن کا انداز خطابی ہے۔ وہ کفار مکہ اور رہتی دنیا تک کے منکرین حق پر یہ واضح کرتا ہے کہ دیکھو تم سے پہلے اگر اتنی طاقتور اقوام اور تہذیبیں عذاب الٰہی سے نہ بچ سکیں، تو تم اللہ کی نافرمانی اور اُس سے بغاوت کا راستہ اختیار کر کے عذاب سے کیونکر بچ سکو گے۔

آگے فرمایا:

﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى

السَّمۡعَ وَهُوَ شَهِيۡدٌ (37)﴾

"جو شخص دل (آگاہ) رکھتا ہے یا دل سے متوجہ ہو کر سنتا ہے،اس کے لئے اس میں نصیحت ہے۔"

آیات قرآنی اور اُن میں بیان کردہ یہ واقعات نصیحت اور عبرت کا ذریعہ ہیں۔ان میں سبق آموزی کا بہت بڑا سامان ہے، مگر اُن لوگوں کے لئے جو دل بیدار رکھتے ہوں، یا جو کان لگا کر حق بات کو سنتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان میں قلب بیدار کی صورت میں ایک فیکلٹی رکھ دی ہے، جو اُسے حقیقت کی یاد دہانی کراتی ہے۔ اگر دل زندہ و بیدار اور نور فطرت سلامت ہو تو تھوڑی سی توجہ دلانے پر بھی انسان کو حقیقت یاد آ جاتی ہے اور اُس کا باطن معرفت الٰہی کے نور سے منور ہو جاتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایمان کی دعوت سنی تو ایک لمحہ بھی تاخیر نہ کی، فوراً ایمان لے آئے۔ ہاں جس کا دل ہی زنگ آلود ہو جائے پھر اس میں قبول حق کی استعداد باقی نہیں رہتی۔حدیث میں آیا ہے کہ آدمی ایک گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک دھبہ پڑ جاتا ہے۔ لیکن جب توبہ کرتا ہے تو یہ دھبہ صاف ہو جاتا ہے۔لیکن اگر گناہ کے بعد توبہ کی بجائے مزید گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک اور دھبہ پڑ جاتا ہے، تا آنکہ اس کا دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے۔ بالعموم یہ ہوتا ہے کہ پہلے پہل دل گناہ و نافرمانی پر انسان کو ٹوکتا ہے مگر جب آدمی ضمیر کی آواز پر کان نہیں دھرتا اور بار بار اُسے مسترد کرتا ہے تو دل مردہ ہو جاتا ہے۔ پھر اُس پر کوئی موعظت اثر نہیں کرتی۔قرآن حکیم جیسی موعظت اور نبی اکرم ﷺ جیسا واعظ کون ہو سکتا ہے، مگر اس کے باوجود ابولہب، ابوجہل، ولید بن مغیرہ ، اور دوسرے سرداران قریش ایمان نہ لائے ، کیونکہ اُن کے دل مردہ ہو گئے تھے اور نور فطرت سلامت نہ رہا تھا۔

قرآن کی نعمت اور یاد دہانی ایک تو دل بیدار رکھنے والوں کے لئے نافع ہے، دوسرے اُن لوگوں کے لئے مفید ہے جو دعوت حق کو پوری توجہ اور دھیان سے سنیں۔اس انداز سے سننے کے نتیجے میں آدمی کو اندر سے گواہی مل جاتی ہے کہ جو دعوت پیش کی جا رہی ہے وہ حق ہے۔ اس بات میں ہمارے لئے خاص طور پر بشارت کا پہلو موجود ہے۔ ہمارے دلوں کی نہ جانے کیا کیفیت ہوگی۔کیا خبر ان میں بیداری برقرار رہ گئی ہو یا نہ ہوتا ہم اگر ہم حق بات کو توجہ سے سنیں تو امید ہے کہ ہدایت قرآنی سے مستفید ہوں گے، اس کے برعکس اگر کوئی حق بات سننے ہی کا روادار نہ ہو تو اس کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ اُس نے خود ہی اپنی گمراہی پر مہر تصدیق ثبت کر لی ہے۔ ایسے شخص کو قرآنی ہدایت سے فائدہ نہ ہوگا۔

آگے ارض و سماوات کی تخلیق کا ذکر ہے۔فرمایا:

﴿ وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَا فِىۡ سِتَّةِ اَيَّامٍ ‌ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنۡ لُّغُوۡبٍ (38)﴾

"اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو (مخلوقات) ان میں ہیں سب کو چھ دن میں بنا دیا اور ہم کو ذرا بھی تکان نہیں ہوئی۔"

ساری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ تاریخ انسانی میں آج تک کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ زمین و آسمان کو اللہ نے نہیں، ہم نے بنایا ہے۔ کفار مکہ بھی اللہ کو کائنات کا خالق تسلیم کرتے تھے۔ یہاں اللہ نے فرمایا کہ ہم نے آسمان و زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔ چھ دنوں سے مراد ہمارے دن نہیں بلکہ چھ ادوار ہیں۔ جیسے ایک درخت کے بیج کو کامل درخت بننے میں وقت لگتا ہے، اسی طرح کائنات کی تخلیق بھی درجہ بدرجہ اپنی میچورٹی کو پہنچی۔ یہ بھی واضح فرمایا کہ کائنات کی چھ دنوں میں تخلیق سے اللہ پر کوئی تھکان طاری نہ ہوئی، اور یوں اُس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا گیا جو تحریف شدہ تورات نے پھیلائی تھی۔ تورات میں ہے کہ اللہ نے چھ دنوں میں زمین و آسمان پیدا کئے اور ساتویں دن آرام کیا۔ اسی سے ہفتہ وار تعطیل کا تصور اخذ کیا گیا ہے۔ یعنی چھ دن کام اور ساتویں دن آرام کرو۔ قرآن مجید اس اعتبار سے بھی مہیمن ہے کہ وہ سابقہ کتب میں تحریف کے نتیجے میں راہ پا جانے والے غلط تصورات کی نفی کر کے اصل حقائق کو واضح کرتا ہے۔ آگے فرمایا:

﴿ فَاصۡبِرۡ عَلٰى مَا يَقُوۡلُوۡنَ ﴾

"تو جو کچھ یہ (کفار) بکتے ہیں اس پر صبر کرو"

یعنی کفار دعوت حق کی مخالفت میں آپؐ کے متعلق سخت سے سخت باتیں کہتے ہیں، آپؐ اُن پر صبر کیجئے۔ اپنا کام جاری رکھئے، حق بات کہتے رہئے۔ ایک دن آئے گا اللہ ان سے خود نمٹ لے گا۔ یہ ہدایت

پریس ریلیز:20اپریل 2012ء

نیٹو سپلائی کے حوالے سے پچاس مفتیان کرام کا طالبان کے خلاف امریکہ سے تعاون کو حرام قرار دینے کا فتویٰ خوش آئند ہے

حافظ عاکف سعید

ظالم حکمران اللہ کی پکڑ سے بچ نہیں سکیں گے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطبہ جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ لوٹ مار کرنے والے اور عوام پر ظلم و ستم ڈھانے والے حکمران دنیوی اور آخروی عذاب سے کسی صورت بچ نہیں سکیں گے۔ اِس لئے کہ یہ دنیا دار الامتحان ہے جس کا نتیجہ آخرت میں نکلے گا۔ اُنہوں نے نیٹو سپلائی کے حوالے سے 50 مفتیان کرام کا یہ فتویٰ کہ امریکہ سے طالبان افغانستان کے خلاف جنگ میں کسی نوعیت کا تعاون کرنا حرام مطلق ہے اِسے خوش آئند قرار دیا اور باقی علمائے کرام کو بھی اِس مسئلہ پر توجہ دینے کے لئے کہا۔ اُنہوں نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ آج علمائے کرام بھی عوام کو رہنمائی دینے کا فریضہ ادا نہیں کر رہے۔ جس سے سیکولر طبقہ اور باطل نظام کے داعی بھرپور فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب حکمران ظالم ہوں اور علما اپنا فرض ادا نہ کر رہے ہوں تو قوم پر مصائب اور مشکلات عذاب کی صورت میں نازل ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ بھوک اور خوف نے عوام کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)

حضور ﷺ کے توسط سے آپؐ کے تمام امتیوں کے لئے بھی ہے جو آپؐ کے مشن کو آگے بڑھائیں۔ انہیں چاہئے کہ دعوت و اقامت دین کے نبوی مشن کو آگے بڑھانے میں جو مشکلات اور مصائب پیش آئیں اُن پر صبر کریں، مخالفتوں کی پرواہ نہ کریں اور اپنا سفر جاری رکھیں۔

آگے فرمایا:

﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ (39) وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ (40)﴾

"اور آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہو۔ اور رات کے بعض اوقات میں بھی اور نماز کے بعد بھی اس (کے نام) کی تنزیہ کیا کرو۔"

تسبیح وتحمید معرفت الٰہی کا ذریعہ ہے۔ اس سے معرفت کی تکمیل ہوتی ہے۔ آپؐ سے فرمایا کہ تین اوقات میں خصوصی طور پر تسبیح وتحمید کا اہتمام کیجئے، یعنی طلوع آفتاب سے پہلے، غروب آفتاب سے پہلے اور رات کے ایک حصے میں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں آپؐ پر تین ہی نمازیں فرض تھیں، فجر، عصر اور تہجد۔ بہر حال یہ تین وقت خصوصی طور پر قبولیت کے ہیں بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ یہاں اوقات نماز کی طرف اشارہ ہے۔ قبل الطلوع سے نماز فجر، قبل الغروب، سے ظہر عصر اور من اللیل سے مغرب وعشاء مراد ہیں۔ (واللہ اعلم) قرآن حکیم میں اقامت صلوٰۃ کا حکم تو جا بجا آیا ہے مگر نمازوں کے اس نظام کا اوقات کی ترتیب کے ساتھ ذکر نہیں آیا۔ پنجگانہ نمازوں کا یہ نظام حدیث و سنت رسول ﷺ سے ملتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم ایسے نماز پڑھ جیسے مجھے دیکھتے ہو۔ تو نمازوں کا یہ نظام آپؐ کے اسوہ اور سنت وسیرت سے ملتا ہے۔ قرآن حکیم میں محض اس کے اشارات آئے ہیں۔ سجدوں کے بعد تسبیح کرنے سے مراد یہ ہے کہ نماز ادا کر لینے کے بعد بھی کثرت سے تسبیح وتحمید کی جائے۔ چنانچہ فرض نمازوں کے بعد آپؐ کے معمولات میں بہت سے اذکار شامل تھے۔ جیسے اللہ اکبر، استغفر اللہ، فرائض کے بعد دُعائیں اور تسبیح فاطمہ وغیرہ۔ ہمیں ان اذکار مسنونہ کا کثرت سے اہتمام کرنا چاہیے۔

آگے بعث بعد الموت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ (41)﴾

"اور سنو جس دن پکارنے والا نزدیک کی جگہ سے پکارے گا۔"

یہاں نفخ ثانی کا ذکر ہے۔ جب اللہ مردوں کو دوبارہ زندہ کرنا چاہے گا تو اُس کے حکم سے ایک فرشتہ قریب کی جگہ سے صور میں پھونکے گا۔ "قریب کی جگہ" کے حوالے سے بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ اس سے مراد بیت المقدس کی چٹان ہے۔ اس چٹان پر سے صور میں پھونکا جائے گا صور کی آواز سب لوگ سنیں گے۔ اس رائے میں کتنا وزن ہے، یہ معلوم نہیں، تاہم یہ واضح ہے کہ صور کی آواز ہر آدمی کو بالکل قریب محسوس ہوگی۔ اُسے سن کر وہ یہ محسوس کرے گا گویا میرے سر پر سے صور پھونکا جا رہا۔ یہ بات آج بآسانی سمجھ آ سکتی ہے۔ آج الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے ایک خبر دنیا کے ایک کونے سے نشر ہوتی ہے اور بیک وقت پوری دنیا میں سنی جاتی ہے۔ ٹی وی پر دنیا کے کسی بھی کونے میں پیش آنے والے واقعہ کی رپورٹ لوگ اپنے گھروں میں بیٹھے یوں دیکھتے ہیں، گویا وہ واقعہ اُن کے سامنے وقوع پذیر ہو رہا ہے۔

﴿يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ (۴۲)﴾

"جس دن لوگ چیخ یقیناً سن لیں گے، وہی نکل پڑنے کا دن ہے۔"

جب لوگ یہ چنگاڑ سنیں گے تو قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے۔ یہ نفخہ ثانی ہے۔ اس سے پہلے نفخہ اولی وہ ہوگا جس سے ہر ذی حیات پر موت طاری ہو جائے گی۔ نفخۂ ثانی پر جس کا یہاں ذکر ہے، سب لوگ جی اٹھیں گے اور قبروں سے نکل رہے ہوں گے۔ یہ ہے نکلنے کا دن۔ اس نکلنے کی کیفیت برسات کے موسم میں پتنگوں کے زمین سے نکلنے کے مشابہ ہوگی۔

آگے فرمایا:

﴿اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ (43) يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ؕ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ (44)﴾

"ہم ہی تو زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے۔ اس دن زمین ان پر سے پھٹ جائے گی اور وہ جھٹ پٹ نکل کھڑے ہوں گے۔ یہ جمع کرنا ہمیں آسان ہے۔"

یعنی موت وحیات سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ دنیا میں کوئی کتنا بھی جی لے آخر کار اُسے اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ انسان کو پہلی بار بھی اللہ نے پیدا کیا دوبارہ بھی وہی زندہ کرے گا۔ اس دن زمین کی کیفیت یہ ہوگی کہ لوگوں کے اوپر سے پھٹ جائے گی اور وہ اُس میں سے نکل کر یوں دوڑ رہے ہوں گے گویا انہیں کہیں پہنچنے کا ٹارگٹ دیا گیا ہو۔ اللہ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ نسل انسانی یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر دنیا میں آنے والے آخری انسان تک سب کو دوبارہ زندہ کرنا اور اکٹھے کرنا اُس کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے۔ رب کائنات جو اس قدر وسیع کائنات کا خالق و مالک ہے، وہ ایک ہی میدان میں لوگوں کو لا کھڑا کرے گا اور پھر اُن سے حساب کتاب ہوگا۔

آگے فرمایا:

﴿نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۫ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ (45)﴾

"یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں، ہمیں خوب معلوم ہے اور تم ان پر زبردستی کرنے والے نہیں ہو۔ پس جو ہمارے (عذاب کی) وعید سے ڈرے اس کو قرآن سے نصیحت کرتے رہو۔"

یعنی ہمیں خوب معلوم ہے کہ یہ منکرین حق، یہ مشرکین، اللہ اور نبی کی شان میں گستاخیاں کرتے اور قیامت کے حوالے سے طرح طرح کی باتیں کہتے ہیں۔ ان کی زبانیں، اللہ اس کے رسول اللہ ﷺ اور عقیدہ آخرت کے حوالے سے جو زہر اگلتی ہیں، اللہ اُسے خوب جانتا ہے۔ اے نبیؐ، آپؐ کا کام تو اُن کو قرآن کے ذریعے تذکیر و یاد دہانی ہے۔ آپ ان کو زبردستی راہ ہدایت پر نہیں لاسکتے۔ آپ قرآن کے ذریعے انہیں یاد دہانی کراتے رہئے۔ جو بھی میری وعید سے ڈرتا ہے اُسے یہ تذکیر فائدہ دے گی۔ تذکیر کا مؤثر ذریعہ میرا یہ کلام ہے۔ بدقسمتی سے آج ہم نے قرآن کو چھوڑا رکھا ہے، اسی لئے ذلیل وخوار ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن حکیم اور اس کی شرح سنت رسول ﷺ پر اپنی توجہات مرکوز کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(مرتب: محبوب الحق عاجز)

☆☆☆

روح کی حقیقی غذا؟

محمد خالد حمید

اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا خالق ہے۔ اس کائنات میں انسان بھی اس کی پیدا کردہ مخلوق ہے۔ انسان ایک حقیر جرثومہ سے معرض وجود میں آیا ہے، اس جرثومہ میں بھی زندگی ہوتی ہے، جس کی وجہ سے وہ ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے انسان کی شکل پاتا ہے۔ اس ارتقائی عمل کے دوران ہی اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے اس میں روح پھونکتا ہے۔ روح ایک اعلیٰ وارفع اور نہایت ہی لطیف شے تصور کی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق و مملوک ہے۔ روح کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی کسی قسم کا علم عطا کیا ہی نہیں۔ کوئی ذی روح اس کا ادراک نہیں رکھتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر تنبیہ فرمائی ہے کہ اس کے بارے میں تجسس میں نہ پڑو۔

اللہ تعالیٰ نے دو قسم کی روحیں پیدا کی ہیں ایک طبعی روح اور دوسری ملکوتی روح۔ طبعی روح کو نفس بھی کہا جاتا ہے۔ طبعی روح انسان کے علاوہ تمام حیوانات و جاندار اور دیگر مخلوق میں بھی پائی جاتی ہے۔ نفس انسان میں مادیت سے محبت اور سفلی پن پیدا کرتا ہے۔ اس کے طبعی تقاضوں کی تکمیل اسی ارض خاکی سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نفس یعنی انسان کی مادی زندگی برقرار رکھنے کے لیے زمین پر ہوا، پانی، اناج، پھل، حیوانات، چرند پرند وغیرہ پیدا فرمادیے، تاکہ انسان اپنی دنیوی زندگی احسن طریقے سے گزار سکے۔

دوسری قسم ملکوتی روح ہے جسے مطلقاً روح بھی کہتے ہیں، جو صرف انسان میں ہی خصوصی طور پر رکھی گئی ہے۔ یہی ملکوتی روح انسان میں علو وارتقاء کی صلاحیت پیدا کرتی ہے۔ اس روح کا تعلق عالم بالا سے ہے۔ یہ محبت وشفقت، جود وکرم، صدق و عدالت اور ذکر الٰہی وغیرہ سے آسودہ حال ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم خاکی میں جو ملکوتی روح پھونکی، اس کے دوام کے لیے بھی ایک مستقل بندوبست فرمایا ہوا ہے۔ یعنی روح کو تازگی اور دوام بخشنے کے لیے ہر وقت ذکر الٰہی کرتے رہنے کا حکم دیا ہے، جو ملکوتی روح کے لیے غذا کی حیثیت رکھتا ہے، جس کی وجہ سے وہ نہ صرف تر و تازہ رہتی ہے بلکہ قلب انسان کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عبث پیدا نہیں فرمایا۔ وہ ذات خالق عظیم ہی نہیں بلکہ حکیم وبصیر بھی ہے۔ وہ ہر مخلوق کے مصرف کے بارے میں بہت بہتر جانتا ہے۔ جس کا ذکر قرآن پاک میں یوں فرمایا ہے: ''میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے'' اور عبادت کے بارے میں واضح ہے کہ اس سے دلی سکون واطمینان حاصل ہوگا۔ گویا کہ یاد الٰہی سے ہی انسان دلی وروحانی سکون پائے گا۔

انسان کو پیدا کر کے اللہ تعالیٰ نے یونہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ اس کی ہمہ وقت رہبری وہدایت کے لیے اپنے پیغمبر ورسول مبعوث فرمائے جن پر مقدس کتب بھی نازل فرمائیں، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی پہچان کرائی، نفع و نقصان سے آگاہ کیا، نیکی بدی کے ثمرات سے روشناس کرایا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم خاکی میں جو روح ملکوتی پھونکی وہ نہایت ہی لطیف شے ہے۔ لہٰذا اس کی غذائیت کے لیے کوئی لطیف شے ہی ہونی چاہیے۔ لہٰذا اس کی تغذیہ کے لیے فرمایا کہ ہر وقت اُس کا ذکر پاک کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر پاک سے انسان کو جو حامل ملکوتی روح ہے تین فوائد حاصل ہوں گے:

1۔ انسان کی ملکوتی روح تروتازہ رہے گی۔
2۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوگی (یعنی اللہ تعالیٰ خوش وراضی ہوگا)۔
3۔ انسان جنت جیسے عظیم انعام سے نوازا جائے گا۔

ان گزارشات کے برعکس کچھ لوگ وہ بھی ہیں جو موسیقی کو روح کی غذا کہتے ہیں۔ موسیقی روح کی غذا ہے یا نہیں؟ یا موسیقی کے فوائد ونقصانات پر بات کرنے سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اسلام میں موسیقی کے حوالے سے کیا احکامات دیئے گئے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے رب نے مجھ پر شراب، جوئے، طبلہ اور باجے کو حرام قرار دیا ہے۔'' (مسند احمد، بیہقی)

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے لوگ جب چھ چیزوں کو حلال ٹھہرالیں گے تو وہ تباہ وبرباد ہو جائیں گے (1) آپس میں لعن طعن (2) شراب (3) ریشم کا لباس (4) گانے بجانے والیاں (5) مردوں کی مردوں کے ساتھ اور (6) عورتوں کی عورتوں کے ساتھ بے حیائی (طبرانی)

یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ جس چیز کو تباہی کا ذریعہ بتائیں وہ انسان کی رُوحانی غذا کیسے ہوسکتی ہے؟ لہٰذا عقل کا تقاضا یہ ہے کہ روح کو تازگی وتوانائی مہیا کرنے کے لیے (موسیقی کی غذا دینے کی بجائے) ذکر الٰہی سے تروتازہ رکھا جائے۔

موسیقی سے انسان اور اس کی روح کو سکون ملنا ایسا ہی ہے جیسے نشہ آور چیز یا دوا کھانے سے کچھ دیر کے لیے انسان کا دماغ ماؤف ہو کر سوچنے سمجھنے کی قوت سے محروم ہو جاتا ہے۔ موسیقی سے ملنے والا کیف جسے انسان سکون سمجھ لیتا ہے ایک عارضی کیفیت ہے۔ درحقیقت موسیقی ذہنی خلفشار کا باعث بنتی ہے۔ موسیقی سے حاصل ہونے والے کیف سے اُس کی مضرت اور ضلالت حد درجہ زیادہ اور غالب ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ''موسیقی دل میں نفاق پیدا کرتی ہے۔ (بیہقی) ایک دوسری روایت میں آپؓ ہی نے فرمایا: ''گانا بجانا دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتا ہے جیسے پانی کھیتی اگاتا ہے اور اللہ کا ذکر (دل میں) اس طرح ایمان پیدا کرتا ہے جیسے پانی ترکاری (سبزی) اگاتا ہے''

موسیقی روح پر وہی اثر رکھتی ہے جیسے شراب دماغ اور جسم پر کرتی ہے بلکہ سریلی آواز اور طبلے کی تھاپ کا نشہ بنت العنب (انگور کی شراب) کے نشے سے کہیں زیادہ مضر ہوتا ہے۔ حضرت جنید بغدادیؒ کا قول ہے کہ

''جو شخص بقصد وارادہ موسیقی میں شرکت کرتا ہے فتنہ میں پڑ جاتا ہے۔''

موسیقی اسلام میں کبھی بھی (خصوصاً اسلامی دور میں) پسند نہیں کی گئی۔ یہ بہت بعد کے زمانہ میں اسلام میں زبردستی محفل سماع کے نام پر داخل کی گئی۔ موسیقی کا اصل موجد ابن سینا (بوعلی سینا) تھا۔

موسیقی زندیقیوں کی ایجاد ہے۔ گانا بجانا فاسقوں کا عمل ہے، جو اِسے عبادت کے ضمن میں بھی لیتے ہیں موسیقی سے مسلمان قرآن سے دور ہوگیا، قرآن پاک کو چھوڑ کر مسلمان گمراہی کی عمیق گہرایوں میں جا گرا ہے۔ موسیقی کا سننا، سنانا دوسری صدی ہجری کے اواخر میں ظاہر ہوا تھا۔ اس وقت کے ائمہ دین نے اس پر سخت ناپسندیدگی اور ناراضی کا اظہار فرمایا تھا۔ فی زمانہ اس ضمن میں اکثر لوگ جو موسیقی کے فن میں ملوث ہیں رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں دف بجانے کو مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں جبکہ دف بجانا موسیقی کے ضمن میں نہیں آتا۔ موسیقی میں ساز و سارنگی کا اضافہ بہت بعد میں کیا گیا تھا جس سے باقاعدہ طور پر موسیقی پیدا کی گئی۔ جس کی تائید میں کوئی اللہ تعالیٰ کا ارشاد یا رسول ﷺ کا قول پیش نہیں کیا جاسکا اور نہ ہی کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح دیگر علماء وفقہاء نے بھی سختی سے گانے بجانے اور اس کے سننے کو رد کیا ہے بلکہ اس عمل کو فاسقوں کا عمل قرار دیا ہے۔

موسیقی اسلام میں کبھی بھی رائج نہ تھی اور نہ ہی یہ ارکان اسلام میں شامل تھی، پھر یہ روح کی غذا کیونکر بنی۔ روح تو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ پاک ولطیف شے ہے، موسیقی مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے زبردستی روح کی غذا کے نام پر اسلام میں داخل کردی گئی ہے۔ یہ مسلمانوں کے اخلاق کو نہ صرف تباہ و برباد کرنے کی منظم سازش ہے، بلکہ اسلام اور قرآن پاک سے متنفر کرتے ہوئے مسلمانوں کو فرقہ بندی کے ذریعے منتشر کر کے رکھ دیا گیا ہے۔ آج مسلمان اپنے مذہب اسلام کی اقدار کو چھوڑ کر غیر اسلامی رسم و رواج میں پڑ گیا ہے، جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت، فضل وکرم اور نعمتوں سے محروم ہوتا جا رہا ہے جو نہ صرف دنیا میں دستیاب ہیں بلکہ بعد از قیامت جنت میں بھی ملیں گی۔ بشرطیکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے تائب ہوجائے اور اللہ کی کتاب قرآن پاک اور رسول ﷺ کی سنت پر عمل کرے۔

موسیقی روح کے لیے تو نہیں ہاں نفس کے لیے فرحت بخش ہوسکتی ہے۔ اگر موسیقی کو روح کی غذا قرار دیا جاسکتا ہے تو کل کو شراب نوشی، افیون خوری اور زنا کاری کو بھی روح کی غذا کہا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ اِن تمام اعمال بد میں کیف ولطف کا سامان ہوتا ہے، اگرچہ سرور اور فرحت سطحی اور وقتی ہوتی ہیں۔ انسان صرف مادی جسم ہی کا نام نہیں ہے بلکہ اس کا دوسرا لازمی جز ولطیف شے ''روح'' بھی ہے۔ انسان کے فوت ہوجانے پر روح پرواز کر جاتی ہے اور جسم خاکی پیچھے رہ جاتا ہے، جس کو خاک ہی میں دفن کردیا جاتا ہے۔

طبعی روح کے تقاضے اور ملکوتی روح کے تقاضے الگ الگ ہوتے ہیں اور پھر دونوں تقاضوں کی تکمیل بھی الگ الگ طریقوں سے ہوتی ہے۔ جب ان دونوں میں سے کسی ایک کے بھی تقاضے پورے ہوجائیں تو انسان کو آسودگی اور سکون حاصل ہوتا ہے۔ ملکوتی روح کی غذا موسیقی ہرگز نہیں ہوسکتی بلکہ صرف اور صرف ذکر الٰہی ہے، جس سے یہ اطمینان وسکون حاصل کرتی ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں صاف ارشاد بانی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کی یاد ہی (وہ غذا ہے جس) سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔'' اگر موسیقی روح ملکوتی کی غذا ہوتی تو اس سے صرف انسان ہی فرحت حاصل کرتے حیوانات اس سے کبھی متاثر نہ ہوتے۔ جبکہ حیوانات تو موسیقی سے زیادہ لطف اندوز ہوتے ہیں۔ جانوروں کا موسیقی سے متاثر ہونا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ موسیقی صرف روح حیوانی کو متاثر کرتی ہے روح ملکوتی کو آسودگی نہیں پہنچاسکتی۔

جب انسان کسی چیز کی تخلیق کرتا ہے تو اس کو بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ اس مشین کو رواں دواں رکھنے کے لیے کون سا ایندھن مفید رہے گا۔ اگر اس مشین میں مطلوبہ ایندھن کی جگہ دوسرا ایندھن ڈال دیا جائے تو وہ مشین کام ہی نہیں کرے گی بلکہ تباہ و برباد ہوجائے گی۔ نتیجتاً مالی نقصان بھی ہوگا اور وقت بھی ضائع ہوگا۔ لہٰذا عقل وخرد کا تقاضا ہے کہ انسان اپنی روح کے لیے موسیقی کی غذا دینے کی بجائے اس کو ذکر الٰہی سے ہی تر و تازہ رکھے۔ اس سے روح بھی خوش وخرم رہے گی اور اللہ بھی راضی ہو گا، بلکہ روز قیامت آدمی کو جنت کے انعام واکرام کے علاوہ اعلیٰ مقام عطا فرمائے گا، جس کے بارے میں کوئی شک وشبہ ہے اور نہ ہی کسی کو ہونا چاہیے۔

مختصراً یہ کہ موسیقی کو روح ملکوتی کی غذا کہنا ایک بدترین مغالطہ ہے جو کہ ہیئت انسانی سے ناواقفیت کی بڑی دلیل اور گمراہ کن ہے۔ موسیقی سے اشتغال کو جائز سمجھنا شیطان کی اتباع اور نفس پرستی کے سوا کچھ نہیں، لہٰذا انسان کو بالعموم اور مسلمان کو بالخصوص موسیقی سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ جو کہ غفار، قہار، اور رحمٰن بھی ہے کے حضور سجدہ ریز ہوکر سچے دل سے توبہ حقیقی کرلی جائے اور اس کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اپنی بخشش کا سامان کرلے۔

لہٰذا یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ موسیقی روح کی غذا قطعاً نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر پاک ہی روح کی غذا ہے اور اتباع اسوۂ حسنہ رسول پاک ﷺ ہی نجات کی سند ہے۔

☆☆☆

بقیہ: ڈاکٹر اسرار احمدؒ: سچے خادم قرآن

سے کہیں اعلیٰ وارفع ہے۔ آپ کے دروس وخطابات کے ذریعے لاکھوں افراد تک قرآن کا پیغام پہنچا، ہزاروں افراد کی زندگیوں کی اصلاح ہوئی اور سیکڑوں مبلغین قرآن تیار ہوئے۔ 14 اپریل 2010ء کو آپ اس جہان فانی سے کوچ کر گئے (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) لیکن صدقہ جاریہ کی یہ کمائی بلاشبہ انتہائی قیمتی اثاثہ ہے جو وہ اس دنیا میں کما کر چلے گئے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو خراج عقیدت پیش کرنے کا اصل طریقہ یہی ہے کہ اُن کے مشن کو نہ صرف زندہ و جاری رکھا جائے بلکہ تیز سے تیز تر کیا جائے اور اُن کے لیے صدقہ جاریہ بننے کی سعادت حاصل کی جائے۔ اللہ ہمیں بھی اُن کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قرآن کا سچا خادم اور دین اسلام کا سچا مجاہد بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- از روئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط وکتابت کورسز سے فائدہ اٹھایئے:

(1) قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز

قرآن اکیڈمی 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 3-5869501
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

پاک بھارت تعلقات، حافظ سعید ایشو اور صدر زرداری کا دورۂ بھارت

ایک مذاکرہ

شرکاء: رضوان الرحمٰن رضی (معروف صحافی)
مرزا ایوب بیگ (ناظم شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی)

میزبان: وسیم احمد

سوال: جنرل ضیاء الحق اور جنرل پرویز مشرف کرکٹ ڈپلومیسی کے ذریعے پاک بھارت تعلقات میں بہتری لانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ کیا صدر زرداری کا دورۂ انڈیا بھی ''خانقاہ ڈپلومیسی'' کے ذریعے بھارت سے کچھ خاص مقاصد حاصل کرنے کے لیے تھا؟

ایوب بیگ مرزا: میرے علم کی حد تک کرکٹ ڈپلومیسی واضح صورت میں جنرل ضیاء الحق کے دور میں ہی نظر آئی تھی۔ شاید پرویز مشرف کے دور میں بھی کچھ ایسی بات ہوئی ہو۔ جنرل ضیاء الحق جب انڈیا گئے تھے تو اس وقت سوویت یونین کی فوجیں افغانستان میں داخل ہوئی تھیں۔ ان دنوں پاکستان سے مجاہدین افغانستان میں لڑنے کے لیے جاتے تھے اور امریکی امداد بھی پاکستان کے ذریعے افغانستان پہنچتی تھی۔ جس کی وجہ سے سوویت یونین انڈیا پر دباؤ ڈال رہا تھا کہ انڈیا پاکستان کے ساتھ کوئی محاذ کھولے، تاکہ پاکستان دوسری طرف مصروف ہو جائے اور روس افغانستان میں کامیاب ہو سکے۔ راجیو گاندھی بہت دیر تک اس پریشر کا مقابلہ کرتے رہے، لیکن بالآخر سوویت یونین کی ترغیب میں آ گئے۔ چنانچہ انڈیا کی فوجیں بارڈر پر آ گئیں۔ اس موقع پر ضیاء الحق زبردستی انڈیا کے دورے پر گئے۔ جس پر انڈیا میں متعین پاکستانی سفیر نے کہا تھا Our President has gone mad لیکن ہمارے صدر صاحب نے وہاں جا کر بہت اہم کام کیا، جس کی وجہ سے جنگ کا خطرہ ٹل گیا۔ جب راجیو گاندھی صدر ضیاء الحق کو ایئرپورٹ پر رخصت کرنے آئے تو ضیاء الحق نے ان سے کہا کہ میں علیحدگی میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھنے والے کہتے ہیں کہ جب جنرل ضیاء الحق نے راجیو کے کان میں کچھ کہا تو راجیو گاندھی کا رنگ اُڑ گیا۔ ضیاء الحق صاحب جب واپس آئے تو انہوں نے صحافیوں کے بہت اصرار پر بتایا کہ میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ نے اس وقت ہمارے ساتھ جنگ کی تو ہم آپ سے روایتی جنگ نہیں لڑ سکتے، ہمارے پاس ایک ہی ہتھیار ہے، جس کا نام ایٹم بم ہے جو ہم بنا چکے ہیں۔ تو یہ ذہن میں رکھیں کہ اگر پاکستان مٹ گیا تو دنیا کی 56 مسلم ریاستیں تو قائم رہیں گی لیکن اگر ہندوستان مٹ گیا تو ہندو دنیا بھر میں کہیں نظر نہیں آئے گا۔ اس دورے کے بعد کے حالات و واقعات نے جنرل ضیاء الحق کی بات سچ ثابت کر دی اور انڈیا نے اپنی فورسز بارڈر سے واپس بلا لیں۔ اگرچہ ضیاء الحق نے طاقت کے بل بوتے پر حکومت حاصل کی تھی اور وہ ایک آمر تھا لیکن اس کا ایک ویژن تھا لیکن زرداری صاحب کے بارے میں میرا مقام نہیں کہ میں ان کے سیاسی ویژن کے بارے میں کچھ عرض کر سکوں۔ کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ ہر پاکستانی کے اندر ایک چھوٹا سا بھارتی ہے اور ہر بھارتی کے اندر ایک چھوٹا سا پاکستانی ہے۔ چونکہ میرے اندر کوئی بھارتی نہیں ہے۔ اس لیے میں زرداری صاحب کے بارے میں کچھ کہنے سے قاصر ہوں۔

رضوان الرحمان رضی: ان کا ویژن بہت واضح ہے۔ میموگیٹ اسکینڈل کے مندرجات پڑھ لیجیے، ساری بات سمجھ آ جائے گی کہ وہ کس طرح اپنے بیرونی آقاؤں سے فریاد کر رہے ہیں۔ ہماری گورنمنٹ اس وقت معیشت (Economy) کے معاملات کو ہمسایوں کے ساتھ جس طرح ڈیل کر رہی ہے وہ تشویشناک ہے۔ ہمارے ہاں ایک لابی اصرار کر رہی ہے کہ ایک ہزار میگاواٹ بجلی ایران سے لے لینی چاہیے۔ جان لیجیے کہ 40 فیصد تو راستے میں ہی ضائع ہو جائے گی اور پھر سپلائی لائن کی بھی کوئی گارنٹی نہیں ہے۔ اسی طرح ہمارے کچھ لوگ کہہ رہے ہیں کہ انڈیا ہمیں 500 میگاواٹ بجلی دے رہا ہے، جسے ہمارے وزیراعظم 5000 کہہ رہے ہیں۔ حالانکہ خود انڈیا کے پاس 50 ہزار بجلی کا شارٹ فال ہے، وہ ہمیں کیا دے گا۔ بہرحال نیتوں کا حال تو اللہ جانتا ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ آپ میمو کے مندرجات پڑھیں، وہ بڑے ہی روح فرسا ہیں۔ ہم میمو سکینڈل کو اس کی ''فیس ویلیو'' پر لے رہے ہیں۔ میمو کیس ابھی عدالت میں زیر سماعت ہے۔ اس کا کوئی نہ کوئی نتیجہ موجودہ حکومت کے دور میں نکلنا چاہیے، لیکن اس میں انھوں نے جو پوائنٹ لکھا ہے کہ ہم آپ کو نیوکلیئر پروگرام تک رسائی دے دیں گے، یہ بہت سارے سوالات کو جنم دے رہا ہے۔ بیگ صاحب نے فرمایا کہ ضیاء الحق نے راجیو کو ایک پیغام دیا تھا۔ ضیاء الحق کو یہ لوگ گالیاں بھی دیتے ہیں، لیکن ان کے خلاف کوئی ایک بات بھی ثابت نہیں کر سکتے کہ انھوں نے کوئی وطن فروشی کا کام کیا ہو۔ لبرل فاشسٹ لوگ کہتے ہیں کہ پاکستان میں پروگریسو اور لبرل لوگوں کی نمائندہ جماعت زرداری صاحب کی پارٹی ہے اور باقی سارے لوگ ضیاء الحق اور نواز شریف وغیرہ قدامت پسند تھے۔ آپ اندازہ کریں، ایک لبرل شخص انڈیا جا رہا ہے منت مانگنے، چڑھاوے چڑھانے، یہی لبرل شخص ایک ملین ڈالر نذرانے کے طور پر دیتا ہے۔ لیکن اس کے مقابلے میں ضیاء الحق صاحب نے اپنی ڈپلومیسی کے لیے کسی خانقاہ یا مسجد کو منتخب نہیں کیا بلکہ انھوں نے اپنے دورے کے لیے کرکٹ ڈپلومیسی کو استعمال کیا۔ اس سے آپ اندازہ لگا لیں کہ لبرل کون ہے اور انتہا پسند (Extremist) کون ہے۔

سوال: بعض بھارتی دانشوروں کا کہنا ہے کہ امریکہ پاکستان سے جب بھی کسی شہری کا مطالبہ کرتا ہے تو پاکستان بلا چون و چرا بڑی فراخ دلی سے اُسے امریکہ کے حوالے کر دیتا ہے لیکن جب انڈیا پاکستان سے حافظ سعید کی حوالگی کا مطالبہ کرتا ہے تو پاکستان حافظ سعید کو انڈیا کے حوالے نہیں کرتا۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ انڈیا کا اس طرح مطالبہ کرنا جائز ہے؟

رضوان الرحمان رضی: پہلی بات یہ ہے کہ امریکہ کے ساتھ جس طرح مشرف صاحب کے تعلقات تھے ان کے جانے کے بعد اب ویسے نہیں رہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ امریکہ کے ساتھ ہمارا مجرموں کی حوالگی کا

معاہدہ موجود ہے، مگر انڈیا کے ساتھ ایسا کوئی معاہدہ نہیں ہے۔ حافظ سعید کے خلاف بمبئی حملے کے بعد انڈیا نے جو ثبوت پاکستانی حکومت کو فراہم کیے تھے ان کی بنیاد پر حکومت پاکستان نے حافظ سعید صاحب کو گھر میں نظر بند کر دیا تھا۔ اُس کے بعد حافظ سعید صاحب نے اپنا کیس ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں لڑا۔ ہماری دونوں عدالتوں نے انھیں باعزت طریقہ سے رہا کر دیا۔ انڈیا کے پاس اگر کوئی مزید ثبوت ہے تو وہ لے آئے۔ میں انڈیا سے کہتا ہوں کہ جیسے آپ کی عدالت مقدم ہے اسی طرح ہماری عدالت بھی مقدم ہے۔ آپ ہمارے ملزم اجمل قصاب اور کرنل پروہت تک ہمیں رسائی دیں۔ کیا انڈیا ایسا کرے گا؟ انھوں نے تو ہمارے جوڈیشل کمیشن کو اجمل قصاب تک رسائی نہیں دی۔ میں کہتا ہوں کہ پاکستان کو سونیا گاندھی مطلوب ہے۔ وہ پاکستان توڑنے کی سازش کر رہی ہے۔ کیا انڈیا سونیا گاندھی کو پاکستان کے حوالے کر دے گا؟

ایوب بیگ مرزا: رضی صاحب، آپ نے سونیا گاندھی کا نام مفروضہ کے طور پر لیا ہے، جبکہ ایل کے ایڈوانی کا نام تو قائداعظم کو قتل کرنے کی سازش کے حوالے سے مکمل ثبوت کے ساتھ ایف آئی آر میں درج ہے اور یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے یہاں کسی کو جرأت نہیں ہوتی کہ اُن سے کہے کہ آپ حافظ سعید کو تو بلا ثبوت مانگ رہے ہو جبکہ ہمارے پاس تو ایل کے ایڈوانی کے خلاف FIR موجود ہے۔ پہلے آپ ایل کے ایڈوانی ہمارے حوالے کریں، بعد میں کوئی دوسری بات ہوگی۔

سوال: صدر زرداری صاحب نے جب انڈیا جانے کا اعلان کیا تو اُس کے بعد امریکہ نے حافظ سعید کے سر کی قیمت کا اعلان کر دیا۔ کیا یہ دونوں ملکوں کے درمیان مذاکرات کے عمل کو سبوتاژ کرنے کی امریکی سازش تو نہیں تھی؟

ایوب بیگ مرزا: امریکہ کے بارے میں ہنری کسنجر نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ امریکہ اپنے دشمنوں کے مقابلے میں اپنے دوستوں کو بہت بری طرح مارتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں امریکہ کی دوستی سے بچائے۔ غالباً پرویز مشرف کے دور میں انڈیا اور پاکستان کی ''سیاچن سمجھوتے'' کی دستاویزات تیار ہوگئی تھیں اور اس سمجھوتے کا مکمل ڈرافٹ بھی تیار ہو چکا تھا مگر اُس کی ایک شق پر دونوں ملکوں کا اتفاق نہ ہو سکا۔ وہ ڈرافٹ ابھی تک مکمل تیار ہے۔ ''دروغ برگردن راوی'' کہ آصف زرداری نے اس دورے کے ذریعے انڈیا کو یہ پیغام دیا ہے کہ ہم نے آپ کو MFN قرار دیا ہے لیکن ہماری فوج بھی ہمارا یہ معاہدہ قبول نہیں کرے گی، جب تک آپ ہماری فوج کو کوئی ریلیف نہیں دیں گے۔ لہٰذا پرویز مشرف کے دور میں سیاچن سمجھوتے کی جو دستاویزات بنی تھیں، اگر ہم دونوں ملک اُس پر دستخط کر دیں تو شاید ہماری فوج تجارت کے معاملے میں اس طرح رکاوٹ نہ بنے جیسے ہمیں توقع ہے۔ اس پیغام پر انڈیا نے پہلے تو کوئی Response نہیں دیا لیکن اب پتا چلا ہے کہ اس نے گرین سگنل دے دیا ہے۔ درحقیقت ہندو بنیا کاروباری ذہن رکھتا ہے اور تجارت کے معاملے میں اُس کی رال ٹپکتی ہے۔ یہاں اٹھارہ کروڑ عوام کی منڈی اسے نظر آتی ہے۔ لیکن امریکہ یہ کبھی نہیں چاہے گا کہ پاکستان اور انڈیا کے معاملات بہتری کی جانب جائیں بلکہ وہ چاہتا ہے کہ پاکستان کو انڈیا سے ہمیشہ خطرات لاحق رہیں۔ اس طرح پاکستان امریکہ کی گود میں صحیح فٹ ہو کر بیٹھے گا۔ لہٰذا حافظ سعید کے سر کی قیمت لگانا امریکہ کی بے وقت کی راگنی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ سپریم کورٹ نے حافظ سعید کو چار سال پہلے اس معاملے میں سبکدوش کر دیا تھا۔ اب چار سال بعد امریکہ کے پیٹ میں کیا مروڑ اُٹھا ہے کہ جب صدر زرداری نے دورہ انڈیا کا اعلان کیا تو اُس نے ساتھ ہی حافظ سعید صاحب کا ایشو کھڑا کر دیا۔ دراصل امریکہ کو انڈیا پاکستان کے بہتر تعلقات ایک آنکھ نہیں بھاتے۔ (اس معاملے میں منموہن سنگھ کے مجوزہ دورہ پاکستان کے حوالے سے اُنھوں نے پیشگی شرائط رکھ دی ہیں کہ ممبئی حملہ میں ملوث پاکستان کے جتنے بھی نامزد افراد ہیں اُن کے خلاف اگر آپ کارروائی کریں گے تو منموہن سنگھ یہ دورہ کریں گے ورنہ نہیں کریں گے۔ میزبان) میرے خیال میں منموہن سنگھ کا پاکستان آنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے، کیونکہ منموہن سنگھ پچھلے آٹھ سالوں سے وہاں حکومت کر رہا ہے لیکن وہ ایک دفعہ بھی پاکستان نہیں آیا، یہ تو بہت آسان ہوتا ہے کہ آپ کسی کو دورہ کی دعوت دیں وہ قبول کر لے، دورہ کرنے یا نہ کرنے کا اختیار تو بہر حال اس کے پاس ہے۔

سوال: بدقسمتی یہ ہے کہ پاکستان بعض اوقات انڈیا سے بعض غیر سنجیدہ مطالبات کر دیتا ہے جیسے صدر صاحب کے دورے میں کرکٹ سیریز کی بحالی کی بات ہوئی۔ کیا کرکٹ سیریز کی بحالی بھی انڈیا کے فائدے میں نہیں ہے؟

رضوان رضی: پاکستان کی قیادت کا المیہ یہ ہے کہ وہ اس وقت تنہا (Isolate) ہو چکی ہے۔ ہمارے قائدین انٹرنیشنل فورمز پر جاتے ہیں تو انھیں کہا جاتا ہے کہ آپ کے ساتھ تو کوئی ہمسایہ بھی کھڑا ہونے کے لیے تیار نہیں۔ اس وقت آپ جو BBC اور CNN دیکھ رہے ہیں وہ لندن، نیو یارک یا واشنگٹن سے Uplink نہیں ہو رہا، بلکہ کلکتہ اور بمبئی سے Uplink ہو رہا ہے۔ انھوں نے میڈیا کے لوکل فرنچائز حاصل کر لیے ہیں۔ انڈیا ان کو Contant مہیا کرتا ہے۔ اور اس کے لیے فنڈز بھارتی خفیہ ایجنسی ''را'' (RAW) دے رہی ہے۔ دراصل ہماری لیڈرشپ اس وقت شدید بوکھلاہٹ کا شکار ہے اور وہ اسی پریشانی میں ایسے بھونڈے فیصلے کر رہی ہے۔

سوال: کیا کشمیر سیاچن اور سرکریک کا معاملہ مذاکرات کے ذریعے حل ہو سکتا ہے؟ اس وقت پانی کی صورتِ حال تو اس نہج پر پہنچ چکی ہے کہ بظاہر دکھائی دیتا ہے کہ پاکستان اور انڈیا کی اگلی جنگ پانی پر ہوگی؟

ایوب بیگ مرزا: کشمیر ہمارا اور انڈیا کا پرانا مسئلہ ہے بلکہ یہ پارٹیشن کا ادھار ہے جو ہم نے ابھی تک وصول نہیں کیا۔ عوام اس مسئلے کو اچھی طرح جانتے ہیں اور اس میں ہندوستان کے مظالم اور دست درازیوں سے بھی آگاہ ہیں۔ سیاچن کا مسئلہ 1984ء میں ضیاء الحق کے دور میں شروع ہوا۔ سیاچن میں پاکستان کا جو علاقہ تھا وہاں گرمیوں میں ہمارے فوجی پوسٹنگ کے لیے جاتے تھے اور سردیوں میں واپس آ جاتے تھے۔ کیونکہ وہاں درجہ حرارت منفی 50 سے منفی 70 تک چلا جاتا ہے، جو عام حالات میں انسانی برداشت سے باہر ہوتا ہے۔ بھارتیوں نے ہماری غفلت سے فائدہ اُٹھایا اور عیاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے 1984ء میں ہماری ان جگہوں پر قبضہ کر لیا جو ہم نے خالی کی تھیں۔ تو یہ مسئلہ اُس وقت سے چل رہا ہے۔ سرکریک کا علاقہ رن کچھ میں ہے۔ رن کچھ کے علاقے میں 65ء کی جنگ سے چند ماہ پہلے بھی ایک جنگ ہوئی تھی، جس میں انڈیا کا ایک بریگیڈ پاکستانی فوجیوں نے حصار میں لے لیا تھا۔ لیکن امریکہ کی سفارش پر ہم نے چھوڑ دیا تھا۔ یہ واٹر سٹرپ سا ہے جو بحیرۂ عرب میں گرتا ہے اور ہمارے صوبہ سندھ اور ہندوستان کی ریاست گجرات کو تقسیم کرتا ہے۔ اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس کے نیچے گیس اور تیل کا بہت بڑا خزانہ ہے۔ سرکریک کا زیادہ حصہ پاکستان

پانی کے مسئلے پر سندھ طاس معاہدہ موجود ہے لیکن بھارت اس کی دھجیاں اُڑا رہا ہے۔

میں ہے۔ پاکستان اور انڈیا کا اس پر تنازعہ ہے۔1968ء میں برطانیہ نے اس مسئلہ پر سمجھوتا کروایا تھا لیکن تاحال اس پر عمل درآمد نہیں ہوسکا۔ اس سمجھوتے کے مطابق پاکستان کا نقصان ہو رہا تھا لیکن پھر بھی پاکستان یہ معاہدہ قبول کرنے کے لیے تیار تھا۔ یاد رکھیں! مذاکرات میں کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ آپ اور آپ کے حریف میں 19، 20 کا فرق ہو۔ لیکن اگر اتنا زیادہ فرق ہو جتنا کہ اس وقت ظاہر ہوا ہے تو پھر مذاکرات کامیاب نہیں ہوسکتے۔ پانی کے مسئلے پر سندھ طاس معاہدہ موجود ہے لیکن بھارت اس کی دھجیاں اُڑا رہا ہے۔ پاکستان معاملات کو عالمی عدالت میں لے کر جاتا ہے، لیکن انڈین اپنا کام جاری رکھتے ہیں اور انٹرنیشنل کورٹ بھی ان کے حق میں فیصلہ دے دیتی ہے۔

رضوان الرحمان رضی: ہمارے ہاں جو ترقی پسند لوگ ہیں، یہ ہماری فوج کے بارے میں پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ اس نے انڈیا کے ساتھ ہمیشہ ٹینشن والا ماحول برقرار رکھا ہے جس کی وجہ سے پر سارا پیسہ دفاع خرچ ہو جاتا ہے۔ حال ہی میں انڈیا کے ایک جنرل کی ایک کتاب آئی ہے جو اس کی یادداشتوں پر مشتمل ہے۔ اس میں اس نے لکھا ہے کہ جب ہمیں چین سے مار پڑی تو ہماری لیڈر شپ نے ہمیں بلا لیا اور پوچھا کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔ جنرل لکھتا ہے کہ نہرو نے ہماری ڈیفنس فورسز کو ون پوائنٹ ایجنڈا دیا تھا کہ آپ نے پاکستان کو تباہ کرنے کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لانی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہم جب بنگلہ دیش میں گئے تو پہلے ہمارے کمانڈوز وہاں جا کر پورے حالات سیٹ کر چکے تھے۔ ہم وہاں فاتحانہ انداز میں داخل ہوئے۔ سری لنکا میں ہمیں مار پڑتی ہے۔ مالدیپ میں ہمیں سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنا پڑتا ہے، کیونکہ دوسرے ممالک کے لیے ہم تیار ہی نہیں کیے گئے۔ ہم صرف پاکستان کے لیے تیار کیے گئے ہیں۔ آپ یاد رکھیں، ان کی لیڈر شپ پاکستان کے خلاف بدنیتی کا ایجنڈا چھوڑ کے گئی ہوئی ہے۔ میرے خیال میں اگرچہ بی، جے، پی پاکستان کے خلاف بڑا زہر اگلتی ہے لیکن وہ پاکستان کی سلامتی کے حوالے سے بڑا خطرہ نہیں رہتی اس لئے کہ وہ کھل کر بات کرتی ہے اور منافقت نہیں کرتی۔

سوال: صدر زرداری کے دورے کے حوالے سے انڈین صحافی کو پاکستانی چینل پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے ایک پاکستانی دانشور نے کہا کہ ہماری دہشت گردی کے حوالے سے بڑی خدمات ہیں اور ہم نے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ اِس پر بے جے پی لیڈر نے جواب دیا کہ آپ تو ڈالروں کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ آپ کا ملک تو دہشت گردی کی نرسری ہے۔ جناب وہ تو بہت ''ہارڈ لائنز'' ہیں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ ان کے ساتھ پاکستان کا نباہ ممکن ہے مگر کیسے؟

رضوان الرحمان رضی: یہی تو ان کے ''رافنڈ ڈ میڈیا'' کا کمال ہے۔ اس سے انھیں ریٹنگ ملتی ہے۔ ہمارے دانشور کو جو جواب دیا گیا ہے، یہی بات کانگریس بھی سمجھتی ہے، لیکن اس کا کوئی لیڈر کھلے عام ایسا نہیں کہے گا۔ یہی منافقت ہے۔

ایوب بیگ مرزا: یہ الفاظ میں نے بھی ٹی وی پر سنے ہیں۔ اس نے تو یہ بھی کہا کہ ہم پاکستان کے بارے میں صاف بات کرتے ہیں کہ ہم پاکستان کے دشمن ہیں اور کانگریس منافقت کا مظاہرہ کرتی ہے۔ اس نے یہاں تک کہا کہ ہم پنڈت نہرو کو اور اس کی حکومت کو ماننے کے لیے تیار نہیں تھے جو کشمیر کے حوالے سے سلامتی کونسل میں چلا گیا تھا۔

سوال: بانی پاکستان قائداعظم نے فرمایا تھا کہ پاکستان اور انڈیا کے تعلقات ایسے ہوں گے جیسے امریکہ اور کینیڈا کے تعلقات ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے 65 سال میں پاکستان کے انڈیا سے ایسے تعلقات قائم نہیں ہوسکے۔ آپ اس کا ذمہ دار کس کو سمجھتے ہیں؟ اور کیا ہمارے انڈیا سے ایسے تعلقات ہونے چاہئیں؟

ایوب بیگ مرزا: قائداعظم ایک سچے اور کھرے انسان تھے۔ یہ ان کی نیک نیتی پر مبنی بات تھی۔ حقیقت میں قائداعظم کی خواہش تھی کہ پاکستان اور بھارت مکمل طور پر الگ الگ ملک ہوں، جو داخلی اور خارجی سطح پر مکمل آزاد ہوں لیکن دونوں بڑے اچھے ہمسائے ہوں۔ یہ ایک نیک نیت انسان کی دلی خواہش تھی۔ میرے خیال میں قائداعظم جانتے ہوئے بھی شاید یہ نہ جان سکے کہ اس قوم کی ذہنیت نہیں بدل سکتی، اور اِس کی مسلمان دشمنی کبھی کم نہ ہوگی۔ بغل میں چھری اور منہ میں رام رام والا معاملہ کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ پاکستان اور بھارت کے ساتھ اچھے تعلقات پاکستان کے لیے بہت مفید بھی ہوسکتے ہیں اور بہت ضرر رساں بھی۔ وہ اس طرح کہ پاکستان جس بنیاد اور مقصد کے لیے بنا تھا جس کے بارے میں قائداعظم نے صاف الفاظ میں کہا تھا کہ ہمیں ایک ایسا خطہ زمین چاہیے جس میں ہم اپنی زندگی قرآن اور سنت کے مطابق گزار سکیں اور وہ نظام لائیں جو چودہ سو سال پہلے آیا تھا۔ جب قائداعظم سے پوچھا گیا تھا کہ پاکستان کا آئین کیا ہوگا؟ تو انھوں نے صاف کہا کہ پاکستان کا آئین قرآن کی صورت میں چودہ سو سال پہلے بن چکا ہے۔ اگر پاکستان واقعتاً صحیح معنوں میں ایک اسلامی، فلاحی ریاست بن جائے اور یہاں پر شریعت نافذ ہو جائے اور اسلام کا نظام عدل اجتماعی قائم ہو جائے تو بھارت سے اچھے تعلقات ہمارے لیے بہت ہی مفید رہیں گے۔ خاص طور پر اس لئے کہ دونوں ممالک کے درمیان زبان کی رکاوٹ بھی نہیں ہے۔ بھارت نے کونے کونے میں اردو زبان بولی نہ سہی سمجھی ضرور جاتی ہے۔ ایسی صورت میں ہمیں بڑی سہولت حاصل ہوگی کہ ہم وہاں قرآن کا پیغام پہنچا سکیں۔ لیکن اگر معاملہ بالکل برعکس ہوتا ہے، جیسا کہ اس وقت ہے۔ ہم پر جس طرح سیکولرازم غالب آ رہا ہے، اگر یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اور نظریاتی بنیاد کمزور ہوتی ہے تو پھر انڈیا کے ساتھ تعلقات کسی طور بھی مفید نہیں۔ اگر ہم ناچنے اور گانے والے نظام کی طرف جائیں گے تو یاد رکھیے کہ ہم کبھی ناچنے گانے میں ہندو کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اِس لئے کہ ناچ گانا ہندو مذہب کا حصہ ہے۔ علاوہ ازیں اگر ہم معاشی اور سیاسی طور پر کمزور رہتے ہیں تو پھر بھی ہمارے اور بھارت کے تعلقات جتنے زیادہ مضبوط ہوں گے اتنے ہی ہمارے لیے یہ نقصان دہ ہوں گے۔

رضوان الرحمان رضی: دنیا میں یہ اُصول ہے کہ جب بھی دنیا میں دو Economies (بڑی اور چھوٹی) آپس میں قریب آتی ہیں تو ہمیشہ چھوٹی اکانومی کا نقصان ہوتا ہے۔ اٹلی اور امریکہ کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ اٹلی کو یورپ کا مردِ بیمار کہا جاتا ہے۔ آپ نے تعلقات کی بات کی ہے۔ تعلقات تین قسم کے ہوتے ہیں۔ اچھے، برے اور نیوٹرل اچھے تعلقات میں ہم یا تو کسی کی گود میں بیٹھ جاتے ہیں یا برے تعلقات میں کسی کے ساتھ گن سیدھی کر لیتے ہیں۔ حالانکہ انٹرنیشنل معاملات میں یہ دونوں طریقے انتہا پسندانہ ہیں۔ اس وقت ہمیں انڈیا کے ساتھ نیوٹرل تعلقات کی ضرورت ہے۔ اُس پر واضح کر دیا جائے کہ تم ہمارے ساتھ جیسا سلوک کرو گے ہم بھی ویسا ہی سلوک تمہارے ساتھ روا رکھیں گے۔

☆☆☆

قارئین اس پروگرام کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی
آفیشل ویب سائیٹ www.tanzeem.org
پر خلافت فورم کے عنوان سے اور
Youtube.com/khilfatforum
پر دیکھی جاسکتی ہے۔

(مرتب: وسیم احمد)

انوکھا مقدمہ

مولانا سید عدنان کاکاخیل

سعودی عرب کے شہر قصیم کی شرعی عدالت نے اپنی تاریخ میں ایسا عجیب وغریب مقدمہ دیکھا جو قصیم بلکہ پوری مملکت سعودی عرب میں نہ ہی پہلے کبھی دیکھا یا سنا گیا تھا۔ ہم آئے دن خاندانی اختلافات، قطع رحمی اور عناد کی بھینٹ چڑھنے والے افسوس ناک واقعات اور دلوں کو لرزا دینے والے واقعات کی تفاصیل تو پڑھتے، سنتے اور دیکھتے ہی رہتے ہیں، مگر صلہ رحمی کی بنیاد پر بننے والے اس مقدمہ کی تفاصیل پڑھیے اور اس واقعہ کو کسوٹی بنا کر اپنے آپ کو یا اپنے گردونواح میں وقوع پذیر حالات وواقعات کو پرکھیے۔

اس شخص کا نام حیزان الفہیدی الحربی ہے۔ یہ بریدہ سے 90 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ایک گاؤں (اسیاح) کا رہنے والا ہے۔ قصیم کی شرعی عدالت میں فیصلہ جیسے ہی اس کے خلاف ہوا تو اس نے خود تو رو رو کر اپنی داڑھی کو آنسوؤں سے تر بتر کیا ہی، مگر اس کو دیکھنے والے والے لوگ بھی رو پڑے۔

آخر کس بات پر یہ زار و قطار رونا اور غش پڑ جانا ہوا؟ اولاد کی بے رخی پر؟ خاندانی زمین سے بے دخلی پر؟ حیزان کی بیوی نے اُس پر خلع کا دعویٰ کیا؟ نہیں، ایسا تو کچھ بھی نہیں ہوا۔ تو پھر آخر کس بات کا رونا!! یہ قصہ تصوراتی نہیں بلکہ سچا اور حقیقت پر مبنی ہے، جس کی تفاصیل سعودی عرب کے ایک بڑے اخبار ''الریاض'' کے سرورق پر چھپیں۔ مملکت کی کئی بڑی مساجد کے منابر سے ائمہ کرام نے اپنے خطابات میں اس واقعے کا ذکر کیا۔ سینکڑوں عربی ویب سائٹس اور فورمز پر لوگوں کی آنکھیں کھولنے والے اس واقعہ کی تلخیص آپ کے لیے حاضر ہے۔

حیزان اپنی ماں کا بڑا بیٹا ہے، اکیلا ہونے کی وجہ سے سارا وقت اپنی ماں کی خدمت اور نگہداشت پر صرف کرتا تھا۔ حیزان کی ماں ایک بوڑھی اور لاچار عورت ہے جس کی کل ملکیت پیتل کی ایک انگوٹھی ہے، جسے بیچا جائے تو کوئی سو روپے بھی دینے پر نہ آمادہ ہو۔

سب کچھ ٹھیک جا رہا تھا کہ ایک دن دوسرے شہر سے حیزان کے چھوٹے بھائی نے آ کر مطالبہ کر ڈالا کہ میں ماں کو ساتھ لے کر جانا چاہتا ہوں، تا کہ وہ شہر میں میرے خاندان کے ساتھ رہ سکے۔ حیزان کو اپنے چھوٹے بھائی کا اس طرح آ کر ماں کو شہر لے جانے کا ارادہ بالکل پسند نہ آیا۔ اس نے اپنے بھائی کو سختی سے منع کیا کہ وہ ایسا نہیں کرنے دے گا، ابھی اس کے اندر اتنی ہمت، سکت اور استطاعت ہے کہ وہ ماں کی مکمل دیکھ بھال اور خدمت کر سکے۔

> اتنا عمر رسیدہ ہونے کے باوجود بھی ماں کی خدمت کرنے کی سعادت حاصل کرنے کے لیے یہ جدوجہد؟ شاید بات حیزان کی نہیں، بات تو اُن والدین کی ہے جنہوں نے حیزان جیسے لوگوں کی تربیت کی اور اُنہیں برالوالدین کی اہمیت اور عظمت کا درس دیا

دونوں بھائیوں کے درمیان تو تکار زیادہ بڑھی تو انہوں نے معاملہ عدالت میں لے جانے کا فیصلہ کیا، مگر معاملہ عدالت میں جا کر بھی جوں کا توں ہی رہا۔ دونوں بھائی اپنے موقف سے دستبردار ہونے پر آمادہ نہیں ہوتے تھے۔ عدالت پیشیوں پر پیشیاں دیتی رہی، تا کہ وہ دونوں کسی حتمی نتیجے پر پہنچ سکیں، مگر یہ سب کچھ بے سود رہا۔ مقدمے کی طوالت سے تنگ آ کر قاضی نے آئندہ پیشی پر دونوں کو اپنی ماں کو ساتھ لے کر آنے کے لیے کہا، تا کہ وہ اُن کی ماں سے ہی رائے لے سکے کہ وہ کس کے ساتھ رہنا زیادہ پسند کرے گی؟

اگلی پیشی پر یہ دونوں بھائی اپنی ماں کو ساتھ لے کر آئے، اُن کی ماں کیا تھی محض ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ۔ جب قاضی نے اُن کی ماں کو پیش ہونے کے لیے کہا تو وہ اُسے ایک خالی کارٹن میں ڈال کر لائے۔ بڑھیا کا وزن بیس کلو بھی نہیں بنتا تھا۔

قاضی نے بڑھیا سے پوچھا کہ کیا وہ جانتی ہے کہ اُس کے دونوں بیٹوں کے درمیان اُس کی خدمت اور نگہداشت کے لیے تنازع چل رہا ہے؟ دونوں چاہتے ہیں کہ وہ اسے اپنے پاس رکھیں! ایسی صورتحال میں وہ کس کے پاس جا کر رہنا زیادہ پسند کرے گی؟ بڑھیا نے کہا، ہاں میں جانتی ہوں مگر میرے لیے کسی ایک کے ساتھ جا کر رہنے کا فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے۔ اگر حیزان میری ایک آنکھ کی مانند ہے تو اس کا چھوٹا بھائی میری دوسری آنکھ ہے۔

قاضی صاحب نے معاملے کو ختم کرنے کی خاطر حیزان کے چھوٹے بھائی کی مادی اور مالی حالت کو نظر میں رکھتے ہوئے مقدمے کا فیصلہ اُس کے حق میں کر دیا۔

جی ہاں، تو یہ وجہ تھی حیزان کے اس طرح دھاڑیں مار مار کر رونے کی۔ کتنے قیمتی تھے حیزان کے یہ آنسو، حسرت کے آنسو، کہ وہ اپنی ماں کی خدمت کرنے پر قادر کیوں نہیں مانا گیا؟ اتنا عمر رسیدہ ہونے کے باوجود بھی ماں کی خدمت کرنے کو سعادت حاصل کرنے کے لیے یہ جدوجہد؟ شاید بات حیزان کی نہیں، بات تو اُن والدین کی ہے جنہوں نے حیزان جیسے لوگوں کی تربیت کی اور اُنہیں برالوالدین کی اہمیت اور عظمت کا درس دیا۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

ڈاکٹر اسرار احمدؒ: سچے خادمِ قرآن

زبیر اقبال

دورِ حاضر کے عظیم داعی قرآن اور دینی رہنما ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی شخصیت مسلمانانِ پاکستان کے لیے ہی نہیں، دنیا بھر کے اُردو بولنے اور سمجھنے والے افراد کے لیے بھی محتاجِ تعارف نہیں۔ ان کی ولادت 16 اپریل 1932ء کو مشرقی پنجاب کے ایک قصبہ حصار میں ہوئی۔ اللہ نے انہیں کم عمری ہی میں شعور کی دولت عطا فرمائی تھی۔ علامہ اقبالؒ سے دلی لگاؤ کا عالم یہ تھا کہ محض 10 برس کی عمر میں اُن کی اُردو شاعری کے پہلے مجموعے ''بانگِ درا'' کا مطالعہ مکمل کر لیا، لہٰذا یہ حقیقت آپ پر واضح ہو گئی کہ اُمت کے زوال کا اصل سبب قرآن سے دوری ہے اور گویا اوائل عمری ہی سے خدمتِ قرآن کا جذبہ آپ کی سوچ میں سرایت کر گیا اور اسلام کو پھر سے غالب کرنے کا ولولہ آپ کے اندر بڑی شدت سے موجزن ہو گیا۔ نومبر 1947ء میں ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے، ہجرت کے دوران 20 دن میں 170 میل کا سفر پیدل طے کیا۔

اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحبؒ پر بے مثال عنایات کی بارش فرمائی تھی۔ ان کی شخصیت قول و فعل میں مطابقت، اُصولوں پر سختی سے عمل، کلمۂ حق کہنے کی زبردست جرأت، خودداری، قناعت، سادگی، توازن و اعتدال استقامت، بے پناہ قوتِ عمل اور نیک مقاصد کے ساتھ سچی لگن سے آراستہ تھی۔ زندگی کی آخری ساعتوں تک اللہ کی کتاب کی تبلیغ اور اللہ کے دین کے غلبہ کی جدوجہد یہ ایک بہت بڑی سعادت ہے، جو آپ کے حصے میں آئی۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ بلاشبہ دورِ حاضر میں کلامِ اقبال کے شارح بھی تھے۔ آپ نے اقبالؒ کے کلام اور فکر کو سمجھا اور بڑے عام فہم لیکن تحریکی انداز میں لوگوں کو بھی سمجھایا۔ اقبالؒ جو ولولہ تازہ دلوں میں پیدا کرنا چاہتے تھے، ڈاکٹر صاحب اس کا ایک بہت مؤثر ذریعہ بن گئے، خاص طور پر اقبال کی ''ترجمان القرآن'' ہونے کی حیثیت کو نمایاں کر کے ڈاکٹر صاحب نے نہ صرف اقبال کی اصل قدر و منزلت سے قوم کو آگاہ کیا بلکہ قرآن کریم کی اُس عظمت کو بھی آشکارا کیا، جس تک اقبالؒ کی رسائی ہوئی تھی۔

بلاشبہ حالاتِ حاضرہ کی نبض پر ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ کا ہاتھ تھا۔ اُن کے سیاسی تجزیے نہ صرف فکر انگیز بلکہ بڑے صائب ہوتے تھے۔ مسائل کا بھرپور تجزیہ کرنا اور ان کا قابلِ عمل حل تجویز کرنا، آپ کی فہم و فراست کی دلیل تھا۔ وقت کے حکمرانوں کی غلط پالیسیوں اور اقدامات پر بے باکی سے تنقید کرنے میں آپ کا مقام ممتاز تھا۔

ڈاکٹر صاحب کا سب سے نمایاں کارنامہ اُمت کو قرآن مجید کے فہم و تدبر کی طرف راغب کرنا ہے۔ اُنہوں نے قرآن کریم کی عملی اعتبار سے عظمت کو بھی خوب واضح کیا اور عوامی دروسِ قرآن کے ذریعے عام لوگوں کے لئے بھی فہمِ قرآن کی راہیں کھولیں۔ قرآن کریم اس انداز سے بیان کیا کہ لوگوں کو اس میں اپنے مسائل کا حل دکھائی دینے لگا۔ حالاتِ حاضرہ کا تجزیہ قرآن حکیم کی روشنی میں ایسے مدلل اسلوب میں کیا کہ آیاتِ قرآنی انہیں حالاتِ حاضرہ کے مطابق محسوس ہونے لگیں۔ 1972ء میں مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا، جس کی ملک بھر میں موجود شاخیں اور قرآن اکیڈمیز خدمتِ قرآن اور دعوتِ رجوع الی القرآن کے بہت بڑے مراکز بن گئیں جہاں بیش بہا تدریسی، تبلیغی، تصنیفی اور تحقیقی سرگرمیاں جاری و ساری ہیں۔ مزید براں ان اداروں کے ذریعے ایسے مدرسین تیار کر دیئے، جو خدمتِ قرآن کے چراغ سے چراغ جلانے میں مصروف ہیں۔ کتب، سی ڈیز، ڈی وی ڈیز انٹرنیٹ اور سیٹلائٹ چینلز کے ذریعے علوم قرآنی کی نشر و اشاعت کا سلسلہ جاری کر دیا۔ مزید براں ماہ رمضان المبارک میں نمازِ تراویح کے ساتھ قرآن حکیم کے مکمل ترجمے اور مختصر تشریح پر مشتمل ''دورۂ ترجمہ قرآن'' کے منفرد اور مبارک سلسلہ کو اُمت کے لئے پورے قرآن کریم کی سالانہ تذکیر کا ذریعہ بنایا۔ یہ سلسلہ پاکستان میں اور بیرون ملک سیکڑوں مقامات پر جاری ہے۔ آپ کی مشہور تصانیف و تالیفات میں، منہج انقلاب نبوی ﷺ، خطباتِ خلافت، دعوت رجوع الی القرآن کا منظر و پس منظر تعارف، قرآن، قرآن حکیم کا منتخب نصاب، مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق، نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں، اسلام کی نشاۃِ ثانیہ، کرنے کا اصل کام اور دینی فرائض کا جامع تصور، وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے جہاں قرآن کے آفاقی پیغام کو عام کرنے اور دنیا کے مسلمانوں کی دینی حوالے سے فکری و عملی رہنمائی کا عظیم فریضہ سرانجام دیا، وہاں قرآن کی آفاقی ہدایت پر عمل پیرا ہونے اور دین کے عملی تقاضوں بالخصوص غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کی خاطر ''بیعت سمع و طاعت'' کی مسنون بنیاد پر ایک منظم جماعت کی داغ بیل بھی ڈالی اور اس کٹھن و پر صعوبت راہ پر عملی طور پر قدم رکھنے کی خاطر ایک قافلہ بھی تشکیل دیا، جو گزشتہ کم و 36 برس سے اس مملکت خداداد پاکستان میں ''تنظیم اسلامی'' کے نام سے نظامِ خلافت کے قیام کی جدوجہد میں سرگرمِ عمل ہے۔ مزید براں انہوں نے انتخابی سیاست کے راستے کے بجائے منظم انقلابی جدوجہد کے راستے کو پاکستان میں نظامِ خلافت کے قیام کا واحد ذریعہ قرار دیا اور اس ضمن میں نبی کریم ﷺ کے طریقہ انقلاب اور دورِ حاضر میں اس کی عملی شکل کی وضاحت بھی فرمائی۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے لیے ہرگز مشکل نہ تھا کہ وہ اپنی میڈیکل کی تعلیم، ذہانت اور بھرپور قوتِ کار کی بنیاد پر خوب مال و دولت جمع کر لیتے لیکن انہوں نے خدمتِ قرآنی کی دولت جمع کی، جو دنیوی ساز و سامان

(باقی صفحہ 7 پر)

قومی مفاد یا مغربی ایجنڈے؟

عامرہ احسان

امریکی ہدایت اور خواہش پر اجمیر شریف پر حاضری دورے کا ماحصل بھارتیوں کے کھلکھلاتے چہرے اور خندہ جبینوں پر عیاں ہے۔ پاکستان کو لاحق سب سے بڑی بیماری ہمارے حکمرانوں کی اپنے بدترین دشمنوں کے قدموں میں رینگ کر دوستی کرنے کا رجحان ہے۔ زرداری بھارت جائیں اور چُرائے ہوئے پانی اور ہمیں پیاسا سسکا کر مار ڈالنے والے ڈیموں پر حرف شکایت بھی زبان پر نہ آئے، اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق مسئلہ کشمیر کے حل کا تذکرہ بھی نہ ہو بلکہ قراردادوں کو بائی پاس کر کے امریکہ اور بھارت کے ایجنڈوں کی پس پردہ تائید ہو جائے تو یہ کامیابی کس کی ہے؟ من موہن سنگھ کا یکا یک من موہ لیا گیا کس گیدڑ سنگھی سے؟ وہ جو اکڑے بیٹھے تھے یکا یک موم ملائم ہو گئے؟

ڈیموں اور کشمیر کے علی الرغم دوستی اور تجارت کے سارے راستے ہموار اور کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ! سیاچن کے حادثے کے بعد ذہن سازی ہو رہی ہے کہ یہ محاذ ہمیں بہت مہنگا پڑ رہا ہے۔ مالی اور جانی قربانیوں کے حوالے سے لوہا گرم ہے۔ لہٰذا موقع غنیمت جان کر حسب سابق جھک کر یک طرفہ فوجیں واپس نکالنے کا راستہ ہموار کرنے کا امکان موجود ہے۔ فیلرز (Feelers) چھوڑے جا رہے ہیں۔ سیاچن مسئلہ کشمیر کا حصہ ہے۔ دوستانہ مراسم کی بات کرتے افہام وتفہیم و مذاکرات کے ذریعے ان مسائل کو حل کرنے میں جلد بازی اور قومی مفادات امریکہ بھارت کی نذر کر دینے کی کوئی گنجائش نہیں۔ امریکہ دل و جان سے یہ چاہے گا کہ فوج کا یہ حصہ سیاچن سے نکال کر ہم امریکہ کی خاطر اسکے پسندیدہ محاذوں پر قبائل میں یا بھلے جنوبی پنجاب ہی میں جھونک دیں۔ یاد رکھئے، سیاچن اس وقت وہ واحد محاذ ہے جس پر ایک فوجی کفر کے مقابل جان ہتھیلی پر لئے کھڑا ہوتا ہے۔ وہ اللہ کے لئے خالص ہو تو شہادت کا راستہ ہے ورنہ امریکہ کے لئے جان گنوا کر برسر زمین ڈالر تو مل سکتے ہیں آخرت کی راہیں مسدود ہو جاتی ہیں۔ سیاچن (گیاری) پر امریکہ کی مدد؟ امریکی ماہرین قبل ازیں زلزلے میں بھی مدد دینے آئے تھے اور اس کی آڑ میں سروے، تصویر کشی اور جاسوسی ''فرماتے'' رہے۔ ان کا شر ان کے خیر پر غالب تر ہے۔ سیاچن تو نہایت حساس علاقہ اور امریکی مفادات کے اعتبار سے اہمیت کا حامل ہے۔ لہٰذا امریکہ نیٹو اپنے اتحادی کی مدد کو جو آئیں گے تو ہم دودھ کے جلے چھاچھ پھونک کر ہی پینے کا حق رکھتے ہیں۔ امریکی سفارتخانے کا یہ فرمانا کہ ہم اپنے اتحادی کی ہر مشکل میں مدد کے لئے تیار کھڑے ہیں، ہم بخوبی سمجھتے ہیں۔ ان کی محبت بھری دوستی ریمنڈ ڈیوس، عافیہ، سلالہ، ایبٹ آباد کی صورت میں ہم کیسے فراموش کر سکتے ہیں! مشکلات اور آزمائشوں سے ہم زلزلے میں بخوبی عہدہ برا ہو گئے تھے۔ اپنی مدد آپ اور اللہ سے مدد مانگ کر اور استغفار کی بنیاد پر وہ تمام امریکی امداد سے بالاتر ذرائع آج بھی میسر ہیں بحمد للہ! زرداری صاحب، وزیراعظم کی مانند (جنہوں نے حالیہ دورہ افغانستان میں امداد بانٹی تھی) اجمیر شریف میں عوام کی دکان سے داداجی کی فاتحہ کی مد میں 10 لاکھ ڈالر کی امداد کا نذرانہ دے آئے ہیں۔ نہ گیلانی صاحب نے حج اکاؤنٹ (عبدالقادر گیلانی والا) سے وہ رقم دی نہ زرداری صاحب ہی نے اپنی حکومت کے استحکام کی خاطر سوئس اکاؤنٹ سے یہ نذرانہ دیا۔ ڈاکہ عوام کی پھٹی جیب ہی پر پڑتا ہے!

امریکی ایجنڈے ایک طرف پاکستان کی خودمختاری سلامتی پر تیشہ چلانے کے لئے بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔ دوسری طرف وہ ہمارے معاشرتی نظام کو فساد کا شکار کرنے اور مضبوط خاندانی نظام کو کھوکھلا کرنے میں ہمہ تن مصروف ہے۔ تعلیمی نظام کے ذریعے بے جہتی، میڈیا پر اخلاق باختگی کی تشہیر و ترویج کیا کم تھی کہ اب آوارگی بل پیش کر کے گھر کے سکون کو تہہ و بالا کرنے کا سامان کیا جا رہا ہے۔ گھریلو تشدد بل کے بظاہر معصوم پردے میں خواتین اور بچوں کے تحفظ کی آڑ میں مادر پدر آزادی اور شتر بے مہار بے ہدف اخلاق باختہ نسلیں پروان چڑھانے کا سامان ہے۔ والدین یہ پوچھنے کا حق نہ رکھیں جوان بیٹے اور بیٹی سے کہ تم نے رات کہاں گزاری؟ موبائل اور ایس ایم ایس پیکجز ریوڑیوں کی طرح بانٹنے، ترغیبات دینے کہ بات کرو ساری رات بلا روک ٹوک اور داغ تو اچھے ہوتے ہیں، کے بعد اگلا فطری قدم یہی ہے کہ باقی روک ٹوک ختم کر دی جائے۔ خود ان کے ہاں دامن ہی نہیں کہ داغدار ہو......سو یہاں بھی اشتہار بازی کے ذریعے جین شرٹ کے ہاتھوں پہلے دامن کا دامن چھوڑ دیا پھر داغ کی قباحت مٹائی گئی۔ اگلا قدم، گھریلو تشدد کی آڑ میں یہ اخلاق باختگی کا بل ہے جو منظور کروانے کی بے قراری کا یہ عالم ہے کہ بڑی اعلیٰ تعلیم یافتہ بیبیاں، بلا استحقاق پارلیمنٹ کے کمیٹی روم میں جا گھسیں۔ رزق روٹی امریکہ سے انہی کارکردگیوں سے منتھی ہے۔ یہ مٹھی بھر عیش و طرب میں ڈوبا خوشحال مغربی ایجنڈوں کی تکمیل پر مامور طبقہ ہے جو حقوق نسواں کی آڑ میں عورت سے اس کی عزت، وقار، تقدس تکریم چھین کر مغربی عورت کی طرح آزادی کی نیلم پری کے سہانے خواب دکھا دکھا کر سب کچھ لوٹ لینے کے درپے ہے۔ شتر بے مہار آزادی، ذمہ داریوں سے فرار عیش کوشی کی دلدادہ عورت مغرب کی طرح ''مرد بے کار و زن تہی آغوش کی منزل کی طرف کھیلنے کو بے تاب ہے۔ یہ بل اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ مغربی مرد کی ہوسناکی اور آزادی کے نام پر استحصال کی ستائی عورت امریکہ اور یورپ میں جتنی تیزی سے اسلام کی طرف لپک رہی ہے اتنا ہی امریکہ یورپ وحشت زدہ ہو کر ہمارے ہاں عورت اور گھر تباہ کرنے کے درپے ہیں اور یہ خواتین اُن کی آلہ کار ہیں۔

رہی بات گھریلو تشدد کی تو مولوی، یا اسلام اس کا ذمہ دار ہرگز نہیں۔ گھریلو تشدد ہمارے ہاں صرف دو دائروں میں پایا جاتا ہے۔ عورت کو ستی کرنے والی یا ہندو معاشرت کے اسیر اسلام سے بے بہرہ مرد جو ایک طرف بسنت، ہولی، دیوالی منائیں گے تو ہندو معاشرت کا مردانہ استبداد بھی لگے ہاتھوں آزما لیں گے۔ یہ ایک مکمل پیکیج ہے۔ دوسری طرف جدید جاہلیت کے اسیر جو شراب کے نشے میں دھت ہو کر بیویوں کو دھنک ڈالتے ہیں۔ ان سب کا تریاق اللہ سے ڈرنے والے مومن و مسلم بن جانے میں ہے۔ جس کے پیچھے نبوی تعلیم و تربیت، تہذیب و تاکید موجود ہے۔ محسن نسواں نبی مکرم حضرت محمدؐ کی گھر کے دائرے میں نرمی، محبت، شفقت، کمال مہربانی اظہر من الشمس ہے۔ حضرت انسؓ

فرماتے ہیں کہ آپ نے کبھی ڈانٹا ڈپٹا نہیں، کبھی مارا نہیں، یہ تک نہ کہا کہ یہ کام کیوں کیا اور یہ کیوں نہ کیا! آپ کی آخری وصیتوں میں سے ایک عورت کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت ہے۔ نیز یہ کہ ’’اے میرے اللہ! میں دو قسم کے لوگوں کے حق میں محترم قرار دیتا ہوں۔ یعنی یتیم اور بیوی کے حق میں‘‘ (نسائی) عورت کے باب میں اسلام ایک شاندار اور لائق تقلید اسوہ رکھتا ہے۔ ہمیں اس بل کی ضرورت نہیں۔ یہاں اگر کسی بدقماش کی پٹائی ہو بھی گئی تو گھر کی چار دیواری میں سگے شوہر کے ہاتھوں ہوگی۔ مغرب کی عورت تو اس معاملے میں محرومی کی اس انتہا کو ہے کہ دن رات رنگ برنگے بوائے فرینڈز کے ہاتھوں پٹ پٹ کر نیلی ہوئی رہتی ہے اور لائق صد عبرت ہے وہ رپورٹ جو ہیرالڈ، مارچ 2006ء صفحہ 84 تا 87 میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اس میں عبرت ناک کہانیاں سینہ قاضی نے انٹرویو اور سروے کی بنیاد پر درج کی ہیں۔ 2012ء میں ایسی کہانیاں مزید ترقی کے زینے طے کر چکی ہیں۔ یہ اسی مادر پدر آزاد مغربی تہذیب پر پلی بڑھی سول سوسائٹی این جی او برانڈ لڑکی کی ہے جو Ties that Bind کے عنوان کے تحت رپورٹ ہوئی۔ یہ اپنے پارٹنرز اور بوائے فرینڈز کے ہاتھوں پٹتی ہیں اور دوستی قائم رکھنے پر بھی خود کو مجبور پاتی ہیں کہ کہیں بدنام نہ ہو جائیں۔ اس غیر گھریلو تشدد (جو بل پاس ہونے سے مزید بڑھ جائے گا) کا شکار 17 سالہ آمنہ ہے جو آٹھ ماہ کی دوستی کو پکا کرنے کے لئے انگوٹھی ملنے، محبت پکی (منگنی نہیں) ہونے کا ثبوت لینے کے لئے ڈنر پر گئی۔ سول پارٹنر کے ساتھ ڈنر پر بحث ہوگئی۔ بات بڑھتے بڑھتے آمنہ کو گریبان سے پکڑ کر سر شیشے کی میز پر دے مارا اور وہ بے ہوش ہوگئی' جو زندگی کا بہترین دن ہونے کو تھا وہ چہرے (اور روح) پر کبھی نہ جانے والے داغ دھبے چھوڑ گیا۔ (مگر داغ تو اچھے ہوتے ہیں!) دوست میاں مزے سے گھومتے پھر رہے ہیں اور آمنہ پڑھائی چھوڑ بیٹھی، زندگی سے دلچسپی ختم ہوگئی لہٰذا ان کے لئے تو غیر گھریلو تشدد بل پاس کرنا اہم تر ہوگا۔ (یہ تو صرف دیگ کا ایک دانہ ہے) پاکستانی عورت ان سے دست بستہ یہی کہہ سکتی ہے۔ بخشو بی بلی! ہمیں باپ بھائی شوہر کے معزز و مکرم حصار میں سکون سے زندگی گزارنے دو، اپنے ایجنڈے ہم پر مسلط نہ کرو۔

ہو فکر اگر خام تو آزادیٔ افکار
انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ!

(بشکریہ روزنامہ ’’نوائے وقت‘‘)

☆☆☆

النصر لیب
An ISO 9001:2008 QMS Certified Lab.

ایک ہی چھت کے نیچے معیاری ٹیسٹ، ڈیجیٹل ایکسرے، ای سی جی اور الٹرا ساؤنڈ کی جدید اقسام، کلر ڈاپلر، 4-D، T.V.S، ایکو کارڈیوگرافی، Lungs Function Tests اور Digital Dental (OPG) X-Ray کی سہولیات

ہیپاٹائٹس بی اور سی کے بڑھتے ہوئے امراض کے پیش نظر عوام الناس کے لیے کم قیمت میں ٹیسٹ کروانے کی سہولت

خواتین کے لیے لیڈی الٹراسونولوجسٹ کی سہولت مہیا کر دی گئی ہے۔

خصوصی پیشکش

مکمل میڈیکل چیک اپ

الٹراساؤنڈ (پیٹ)، ایکسرے (چیسٹ) ای سی جی، ہیپاٹائٹس بی اور سی کے ٹیسٹ (Elisa Method)، مکمل بلڈ، اور مکمل یورن، بلڈ گروپ، بلڈ شوگر، جگر، گردے، دل اور جوڑوں سے متعلقہ متعدد بلڈ ٹیسٹ شامل ہیں۔

صرف -/3500 روپے میں

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔ ڈسکاؤنٹ کارڈ کا اطلاق خصوصی پیکج پر نہیں ہوگا۔

نوٹ: لیب اتوار اور عام تعطیلات پر کھلی رہتی ہے

950-B فیصل ٹاؤن، مولانا شوکت علی روڈ نزد راوی ریسٹورنٹ لاہور

Ph: 3 516 39 24, 3 517 00 77 Fax: 3 516 21 85
Mob: 0300-8400944, 0301-8413933 E-mail: info@alnasarlab.com

جس کی ضرورت برسوں سے محسوس کی جا رہی تھی

جس کی ضرورت برسوں سے محسوس کی جا رہی تھی

جس کی ضرورت برسوں سے محسوس کی جا رہی تھی

جس کی ضرورت برسوں سے محسوس کی جا رہی تھی

جس کی ضرورت برسوں سے محسوس کی جا رہی تھی

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

مقامی تنظیم گوجرانوالہ کا ماہانہ دعوتی و تربیتی پروگرام

یکم مارچ2012ء کو بعد نماز عشاء مقامی تنظیم گوجرانوالہ کا ماہانہ دعوتی و تربیتی پروگرام ہوا۔سب سے پہلے حافظ عاصم نے رفقاء کے سامنے دعوتی و تربیتی پروگرام کا شیڈول پیش کیا۔ بعدازاں امیر مقامی تنظیم حافظ محمد افضل نے درس قرآن سے پروگرام کا باقاعدہ آغاز کیا۔ سورۂ حدید پر درس میں انہوں نے واضح کیا کہ اقامت دین کی جدوجہد ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔اسی کی وحی اللہ رب العزت نے اپنے رسولوں کو کی کہ دین کو قائم کرو اور اس معاملے میں تفرقے میں نہ پڑو۔حافظ عمر فاروق نے مطالعہ حدیث کے ضمن میں معارف الحدیث سے دینی عقائد پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ بعدازاں مذاکرہ ہوا، جس کی ذمہ داری خورشید نبی نور کے سپرد تھی۔انہوں نے دینی فرائض کے جامع تصور پر گفتگو کی۔ مذاکرہ کے اختتام پر چائے کا وقفہ ہوا۔اس دوران میں رفقاء نے باہمی تعارف حاصل کیا۔ وقفہ کے بعد فتح داد خان برکی نے مطالعہ لٹریچر کے ضمن میں کتابچہ ''تعارف تنظیم اسلامی'' کے صفحات 60 تا 72 سے بنیادی دینی تصورات کو تفصیل سے بیان کیا۔اس کے بعد قاری منیر کو تزکیہ نفس کے موضوع پر بیان کی دعوت دی گئی۔قاری صاحب نے تزکیہ نفس کی وضاحت کی اور فکر آخرت پر مفصل بیان کیا۔ انہوں نے بتایا کہ ایک بندہ کیونکر اپنے نفس کو برائیوں سے بچاتے ہوئے خدا کے انعامات کا حقدار ہوسکتا ہے۔دنیا فانی ہے۔اِس کی حقیقت ایک سراب سے زیادہ کچھ نہیں۔لیکن یہی دارالعمل ہے، اس مہلت عمر سے ہمیں بھرپور فائدہ اُٹھانا چاہیے۔ وقت کی قلت کی وجہ سے آئندہ شب بیداری میں قاری صاحب کو دوبارہ اپنے موضوع کی تکمیل کی دعوت دی گئی۔ظہیر احمد بٹ نے سیرت صحابہؓ کے باب میں حضرت طلحہ بن عبداللہ کی حیات طیبہ کو مفصل انداز میں بیان کیا۔ بعدازاں مجاہد میر نے تنظیمی پیش رفت سے رفقاء کو آگاہ کیا۔انہوں نے کہا کہ غیر فعال رفقاء کو نئے عزم کے ساتھ متحرک کرنے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک تنظیم کا پیغام کو پہنچانے کی ضرورت ہے، تاکہ تنظیم اپنے مقاصد کی طرف بھرپور طور پر پیش قدمی کر سکے۔ مجاہد میر کی گفتگو کے اختتام پر تنظیم میں نئے شامل ہونے والے رفقاء کا تعارف کروایا گیا۔اس کے بعد مقامی ناظم دعوت حافظ عاصم نے دعوتی سرگرمیوں کا جائزہ پیش کیا۔انہوں نے رفقاء کو ہدایت کی کہ دعوت کے سلسلہ میں احباب اور خاص طور پر نزدیکی رشتہ داروں کو مقدم رکھیں اور انہیں اپنی تنظیم اسلامی کے ساتھ رفاقت سے آگاہ کریں۔اقارب اور احباب کے بعد رفقاء اپنے اہل محلہ پر توجہ دیں اور پیغام قرآن کے ابلاغ کے لیے حلقہ قرآنی قائم کریں۔انہوں بتایا کہ اس وقت گوجرانولہ میں شہر کے مختلف مقامات پر پانچ حلقہ جات قرآنی باقاعدگی سے ہو رہے ہیں۔مقامی ناظم بیت المال محمد ارشد بھٹی نے انفاق فی سبیل اللہ پر گفتگو کی۔انہوں نے آیت قرآنی کے حوالے سے کہا کہ مومنوں کو چاہیے کہ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔اس لئے کہ اللہ نے اُن سے ان کے مال و جان کے بدلے جنت کا سودا کرلیا ہے۔صحابہؓ نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں مال و جان کے نذرانے پیش کیے۔آج پھر اسی جذبے کی ضرورت ہے۔رب کی دھرتی پر رب کا نظام (خلافت) کا قیام جان و مال کی قربانی مانگتا ہے۔ لہٰذا ہر رفیق اپنی استطاعت کے مطابق انفاق کا خصوصی اہتمام کرے۔آخر میں امیر مقامی تنظیم نے پروگرام کی بہتری کے لیے رفقاء سے آراء لیں۔ پروگرام کا اختتام دعا پر ہوا۔

حلقہ جنوبی پنجاب کے زیراہتمام دوروزہ دعوتی جماعتوں کی تشکیل و روانگی

تنظیم کے حلقہ جنوبی پنجاب کی سطح پر دوروزہ دعوتی پروگرام کے لئے عرفان بٹ، محمد سلیم اختر، عابد حسین، ڈاکٹر مظہر الاسلام، محمد عطاء اللہ خان، ڈاکٹر محمد انور خان کی زیرامارت رفقاء کی دعوتی جماعتیں تشکیل دے کر انہیں حلقہ کے علاقہ جات کوٹ ادو، تونسہ شریف، جام پور، خانیوال، لیہ، حاصل پور، میں روانہ کیا گیا۔ان علاقہ جات کے میزبان رفقاء نے تنظیمی ساتھیوں کا بھرپور خیرمقدم کیا، اور میزبانی کا حق ادا کیا۔اللہ تعالیٰ رفقاء کے ایثار و قربانی کو شرف قبولیت سے نوازے۔اس دوروزہ پروگرام کے دوران میں مجموعہ طور پر 48 دروس قرآن و خطابات ہوئے، جن میں شرکاء کی اوسط حاضری 60 افراد رہی۔ جام پور اور خانیوال میں مقامی علماء کرام کا تعاون بھی حاصل رہا۔ مدرسین نے جن موضوعات پر خطابات و دروس دیئے اُن میں دینی فرائض کا جامع تصور منہج انقلاب نبویؐ، ہماری دینی ذمہ داریاں، آج ہم مغلوب کیوں ہیں، سورۃ مومنون، رسولؐ انقلاب کا طریق انقلاب، تہذیبوں کا ٹکراؤ، سورۃ کہف کا مطالعہ، نیکی کا قرآنی تصور، عبادت رب شامل ہیں۔ یہ تمام نشستیں دن کے اوقات میں ہوئیں۔قبل از فجر رفقاء کو تہجد کے لئے جگایا گیا اور واذکار مسنونہ یاد کرائے گئے۔ مذاکرہ اور مطالعہ احادیث و سیرت صحابہؓ اور تنظیمی لٹریچر کا مطالعہ بھی پروگرام میں شامل رہا۔ نیز علاقہ میں دعوتی گشت بھی ہوا۔دروس کے بعد تنظیم اسلامی ایک نظر میں'' پمفلٹ بھی تقسیم کیا گیا۔کئی مساجد کے باہر کتب کے سٹال بھی لگائے گئے۔ جام پور میں محمد یہ مسجد اور جامعہ ابی بکر میں پروگرام بھرپور ہوئے۔ مدرسہ کے مہتمم مولانا ابوبکر عبداللہ نے بھرپور تعاون کیا۔دعوتی ٹیم کی طرف سے ادارہ کی لائبریری کے لیے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی کتب کے دو سیٹ عطیہ کیے گئے۔ رفقاء کی جماعتیں جن علاقوں میں بھی گئیں، اہل علاقہ نے تنظیمی پروگراموں اور دروس کو سراہا۔ یہ سب اللہ کا خصوصی کرم اور بانی محترم کی مخلصانہ محنت کا نتیجہ ہے۔ بحمد اللہ اب پاکستان اور بیرون پاکستان اسلام کے انقلابی فکر کو سمجھا جا رہا ہے اور عوام الناس میں یہ فکر اجاگر ہو رہا ہے کہ دین اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔اسلام مروجہ معنی میں مذہب نہیں، دین ہے جو زندگی کے ہر گوشہ سے متعلق مکمل راہنمائی فراہم کرتا ہے اور اپنا غلبہ چاہتا ہے۔آج بھی اگر مسلمان فضائے بدر پیدا کرلیں تو اللہ کی نصرت اور فتح ضرور آئے گی۔

(مرتب: شوکت حسین انصاری)

حلقہ ملاکنڈ کے تحت مبتدی تربیتی کورس

تنظیم اسلامی کے حلقہ ملاکنڈ کے زیراہتمام رفقاء کے لیے ہفت روزہ مبتدی تربیتی کورس یکم تا 7 اپریل 2012ء کو ہوا۔کورس میں سات رفقاء اور تین احباب نے شرکت کی۔ تربیتی کورس کے آغاز پر حلقہ کے تمام رفقاء سے امیر محترم حافظ عاکف سعید صاحب سے ملاقات اور سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ ہر روز شرکاء کو اذان سے پہلے تہجد کے لئے اٹھایا جاتا، اور اذان و نماز باجماعت کے درمیان ترجمہ، نماز، ادعیہ ماثورہ، ذکر و اذکار پر مذاکرہ ہوتا تھا۔نماز فجر کے بعد ایک ساتھی درس قرآن دیتے۔ محفل درس میں تربیتی کورس کے شرکاء کے علاوہ محلہ کے دیگر نمازی بھی شرکت کرتے۔ناشتے کے بعد آٹھ بجے مختلف موضوعات پر لیکچر کا اہتمام ہوتا تھا جو ایک بجے تک جاری رہتا۔نماز ظہر کے بعد کھانا اور نماز عصر تک آرام اور انفرادی اعمال کا وقفہ ہوتا۔نماز عصر کے بعد تفصیلی تعارف اور صبح کے لیکچرز کے حوالے سے سوال و جواب کی نشست ہوتی۔نماز مغرب کے بعد بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم و مغفور کے خطاب ''اسلام کا انقلابی منشور'' کا کیسٹ سنایا جاتا، جو نماز عشاء تک جاری رہتا۔انقلابی منشور میں بانی محترم نے اسلام کے انفرادی گوشوں کے علاوہ اجتماعی گوشے تفصیل سے بیان کئے ہیں۔جس میں بتایا گیا کہ منظم انقلابی جدوجہد کے ذریعے اسلامی انقلاب برپا ہوسکتا اور دنیا کا بہترین پرامن اور عدل والا نظام قائم ہوسکتا ہے۔ان دنوں جن موضوعات پر تفصیلی گفتگو ہوئی ان میں ایمانیات، اخلاقیات، عبادات، رسومات، شہادت علی الناس، اقامت دین، انفاق فی سبیل اللہ، دعوت اور نظام دعوت، ہدایت اور الہدیٰ، مہلکات اجتماعیت، فکر تنظیم اور قرارداد تاسیس شامل ہیں۔آخری دن شرکاء نے تربیتی کورس کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اِس پروگرام میں شرکت کرکے ہم پر دین کا جامع تصور واضح ہوا۔اور یہ معلوم ہوا کہ فساد فی الارض کا علاج اسلام کا نظام عدل اجتماعی ہے۔اِسی میں تمام انسانیت کی بھلائی ہے اور اس کے لئے قربانی ناگزیر ہے۔آخر میں امیر حلقہ نے ہدایات دیتے ہوئے کہا کہ اب آپ اس پیغام کو لے کر دوسروں تک پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ تمام شرکاء، منتظمین اور مقررین کے کاوشوں کو قبول فرما کر اجر عظیم عطا فرمائے۔(مرتب: احسان الودود)

against Islam and Islamic values are continuously fading away there, perhaps making it barren.

That leaves us with Pakistan, the point which makes it most fertile is that the reason it came into being was Islam, to make it possible for the Muslims to practice the "whole" (this includes the whole politico-socio-economic system) of their religion. But here too we can see the corrupt government, "world loving" people and areas dominated by Indian culture, in this darkness there is a small light of hope, there are still people who have some heart left. The light is like a mere spark waiting for a fuel to make into a great fire.

There some incidents I experienced which will make us understand this little hope. One day I was walking down the street I saw a Rickshaw coming from afar, the driver was playing immodest music in loud volume, I frowned uncontrollably and when the driver saw my face he turned off the music. Similarly one day I was coming back from prayer a guy was listening to music in his car when I passed by him I said ta'a'wuz and he turned off the music. The second thing which I experienced is that in the times of turmoil more and more people turn towards Allah and the Mosques begin to fill.

What I am trying to say is that Pakistan is the most fertile country for Islamic Revolution. Other countries maybe a little fertile but Pakistan beats them all. Where we are lacking is in delivering the true message of Islam i.e. preparing the land before planting the seed. People here are ready than anywhere else. It is time we take serious action to develop Islamic Revolutionary thoughts in peoples' mind. It is the duty of self conscious people who know the truth who know the "true Islam". If we keep silent, or if we back off, or if we are too afraid, then we are the real culprits. We are the people who are chosen by Allah to fuel this little spark and make it into a breathtaking fire which one day will capture the whole world. InshAllah.

(The revolution this article talks about is before the arrival of "Mehdi")

ضرورت رشتہ

☆ حیدر آباد میں مقیم سندھی شیخ فیملی کو اپنی تین بیٹیوں، عمریں بالترتیب 31 سال (ایم بی اے) 29 سال (ایم ایس سی، مائیکرو بیالوجی) لیب ٹیکنالوجی میں ملازمت اور عمر 28 سال (بی کام) طلاق یافتہ کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرِ روزگار لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔ برائے رابطہ: 0333-2773409

☆ دینی مزاج کی حامل بیٹی، تعلیم ایم اے اسلامک اسٹڈیز، ویب ڈیزائننگ ڈپلومہ، دوسالہ قرآن فہمی کورس، عمر 32 سال کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ برسرِ روزگار (ترجیحاً رفیق تنظیم اسلامی) کا رشتہ درکار ہے۔ کراچی کے رہائشی کو ترجیح دی جائے گی۔

رابطہ: 0332-3306193

☆ بیٹی عمر 20 سال، پابند صوم وصلوۃ، شرعی پردہ، تعلیم B.S آنرز، دوسالہ قرآن فہمی کورس کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ برسرِ روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ (ترجیحاً رفیق تنظیم اسلامی) کراچی کے رہائشی کو فوقیت کی جائے گی۔ رابطہ: 0332-3306193

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے دیرینہ منفرد رفیق، حضرت گل اُستاد کی ٹانگ میں فریکچر ہو گیا ہے

☆ تنظیم اسلامی پشاور غربی کے رفیق فیاض احمد کے والد صاحب روڈ ایکسیڈنٹ میں زخمی ہو گئے ہیں

اللہ تعالیٰ زخمیوں کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔ قارئین سے بھی اُن کے لیے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

دعائے مغفرت کی اپیل

- حلقہ کراچی جنوبی کے ناظمِ تربیت ڈاکٹر محمد الیاس کے والد رحلت فرما گئے
- حلقہ پنجاب جنوبی کی تنظیم بہاولپور کے نقیب حسن رضا کے والد وفات پا گئے
- تنظیم اسلامی گوجر خان کے امیر محمد فاروق کی بھابھی وفات پا گئیں
- رفیق تنظیم محمد فاروق ثاقب کے ہم زلف اور انجمن خدام القرآن خیبر پختونخوا کے رکن حاجی غلام ابراہیم کا بیٹا بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔
- تنظیم اسلامی پشاور شمالی کے رفیق ملک اصغر کی ہمشیرہ بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔
- تنظیم اسلامی پشاور غربی کے رفیق نورالحسن کی بھاوج بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔

تنظیمی اطلاعات

حلقہ کراچی جنوبی میں شاہد حفیظ چودھری کا بطور قائم مقام امیر تقرر

امیر حلقہ کراچی جنوبی کی 14 اپریل سے 2 مئی بیرون ملک دورے کی بنا پر امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے حالیہ اجلاس میں مشورہ کے بعد ان کی عدم موجودگی کے دوران جناب میجر (ر) شاہد حفیظ چودھری کو قائم مقام امیر حلقہ کراچی جنوبی مقرر فرمایا۔

حلقہ گوجرانوالہ میں خادم حسین کا بطور قائم مقام ناظم تقرر

ناظم حلقہ گوجرانوالہ کی 14 اپریل سے عمرہ کے لئے روانگی کی بنا پر امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے حالیہ اجلاس میں مشورہ کے بعد ان کی عدم موجودگی کے دوران جناب خادم حسین کو قائم مقام ناظم حلقہ گوجرانوالہ مقرر فرمایا۔

حلقہ لاہور کی مقامی تنظیم ''شمالی نمبر 1'' میں جناب عبدالرزاق کا بطور امیر تقرر

مقامی تنظیم شمالی نمبر 1 میں تقرر امیر کے لئے امیر حلقہ لاہور کی جانب سے موصولہ اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 12 اپریل 2012ء میں مشورہ کے بعد جناب عبدالرزاق کو مقامی تنظیم شمالی 1 کا امیر مقرر فرمایا۔

Syed Rauf Muhammad Ali

Fertility of Pakistan

For a farm to become fully mature and for a seed to become an overwhelming tree the land has to be fertile. But the deciding factor is the farmer's non-stop effort.

The seed which I am talking about is Islam, the farmers are the Muslims and the land is the place where they live. This article is to find out the most fertile land for the seed of Islam.

We should first understand what kind of tree will Islam's seed grow into and what are its fruits, then it will be easier for us to decide what kind of soil is best for it. A fully matured fruit bearing tree will be an Islamic state where no action will be against Quran and Sunnah and the Sovereignty will belong to Allah. The fruits of this tree will be social justice, highly self conscious populace who will be loving and caring for each other, and the opportunities to become successful after death.

We should also understand the effort and struggle of farmers which will make it possible for the tree to grow until it is mature. The Muslims must serve all their skills, their time, their wealth and their lives to remove all the impurities from the land (i.e. to stop people from doing illegal deeds and developing hatred of illegal deeds in people's heart.) and clear and fertilize (i.e. to develop awareness about completeness of Islam and Islamic system) the land to plant the seed, this plantation of the seed is the Islamic Revolution and the point from which the overpowering system of Islam will begin its growth.

Now let us see how fertile the Non-Muslim world is. The fact is that, it is not fertile at all as it is occupied by majority of Non-Muslims, therefore before planting the seed (Islam) the farmers (Muslims) will have to make it fertile by weeding, watering, using fertilizers etc. i.e. by inviting more and more people towards Islam, spreading the true, complete and revolutionary concept of Islam and developing faith and desire to die for Islamic revolution in the new Muslims. Unfortunately no one can express the Ideological view of Islam in this part of the world, if they do so they will be tortured and put into the worst kind of jails like Guantanamo Bay. So, the Non-Muslim world is not suitable for an Islamic Revolution.

When we look at the Muslim world, our sight immediately move towards the Arabs, mainly Saudi Arabia, even though they have the most holy places of Islam and they speak the language of Quran they have developed a strong love of this world and its material. And on top of that they have Monarchy as a political system which crushes even the slightest of Ideological movements as soon as they notice it, whether it is from an individual or an organization, they punish whom so ever tries to harm their system even if its Islam. That's why we see several Imams of the Kaaba jailed. As there is no freedom to spread Revolutionary concepts of Islam in Saudi Arabia and all other Arab countries where there is Monarchy it is useless to try to bring the first Revolution there.

As for the Far East, there are two powerful Muslim countries which we can take into consideration, first Indonesia and second Malaysia. In Indonesia the government is in Non-Muslim hands so we should forget it. And Malaysia is ruled under Monarchy so we should forget it too.

If we look at Iran we see signs of hope, but unfortunately majority of population there is Shiite, who believe that only "Imam Mehdi" will bring the revolution so they are waiting for him. Iraq, Africa and Afghanistan has been destroyed by America, making these places extremely infertile.

About Bangladesh, they have been captured by India socially, their culture is changing rapidly